احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

نومبر 2017ء

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

حضور ﷺ کی شانِ رحمت اور دورِ جدید

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خطاب

میلاد النبی ﷺ اظہارِ فرحت و مسرت کا دن

سہ روزہ دورۂ علوم الحدیث، ہزاروں علماء، اساتذہ کرام کی شرکت

”اختلافِ رائے سے کوئی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا“

حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی و فکری دروس

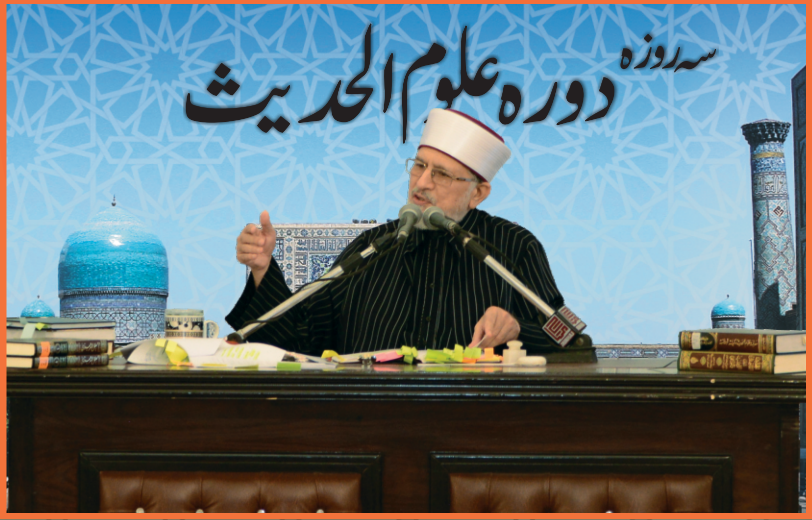

ترقی کے لیے نظامِ تعلیم بدلنا ہوگا

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا منہاج ایجوکیشن سوسائٹی
کی تقریب سے خطاب

الہدایہ کیمپ یو کے 2017

اسلام دہشت گردی کی ہر شکل کی نفی کرتا ہے

شیخ الاسلام کا کیلی یونیورسٹی UK میں
سہ روزہ الہدایہ کیمپ (2017ء) سے خطاب

ختم نبوت کا قانون اور حکومت کی گھناؤنی واردات

سہ روزہ دورۂ علوم الحدیث، ہزاروں علماء، اساتذۂ کرام کی شرکت

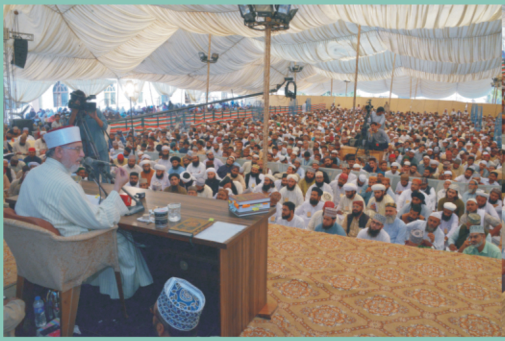

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد ۳۱ شمارہ ۱۱ صفر۔ ربیع اول ۱۴۳۹ھ / نومبر 2017ء

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: طالب حسین سواگی

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک، تنویر احمد خان
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی
محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم — گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری — عکاسی: قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

اداریہ۔ ختم نبوت کا قانون اور حکومت کی گھناؤنی واردات	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن)۔ حضور ﷺ کی شانِ رحمت اور دورِ جدید	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
(الفقہ)۔ میلاد النبی ﷺ اظہارِ فرحت و مسرت کا دن	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
ترقی کے لیے نظامِ تعلیم بدلنا ہوگا	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	16
سہ روزہ دورۂ علوم الحدیث	رپورٹ: عین الحق بغدادی	21
علامہ محمد اقبالؒ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نظر میں	محمد افضل قادری	27
الہدایہ کیمپ UK 2017ء	رپورٹ: آصف ایچ ملک	32
یوم تاسیس: منہاج القرآن یوتھ لیگ	مظہر محمود علوی	35
محترم مسکین فیض الرحمٰن درانیؒ کے رسمِ چہلم کے موقع پر تعزیتی ریفرنس		37
خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم نومبر 2017ء		38

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

ھدیۂ سلام بر ذاتِ خیر الامم ﷺ

سلام اُن پر کہ جو خلق و مروت کا خزینہ تھے
سلام اُن پر کہ جو علم و ادب کا اِک مدینہ تھے
سلام اُن پر جنھوں نے خُلق سے اِسلام پھیلایا
سلام اُن پر جنھوں نے خیر و شر کا رستہ بتلایا
سلام اُن پر کہ باغِ دیں کی جس نے آبیاری کی
سلام اُن پر کہ مظلوموں کی جس نے طرفداری کی
سلام اُن پر کہ کفرو لحد کو جس نے مٹا ڈالا
سلام اُن پر جنھوں نے جہل کو انسان بنا ڈالا
سلام اُن پر کہ جو پیامبرِ حق و صداقت تھے
سلام اُن پر کہ جو سرچشمۂ رشد و ہدایت تھے
سلام اُن پر فلاحِ امتِ مسلم جو چاہتے تھے
سلام اُن پر اسی غم میں جو پیہم ڈوبے رہتے تھے
سلام اُن پر جو اُٹھ اُٹھ کر مسلسل رویا کرتے تھے
سلام اُن پر کہ جو راتوں میں بھی نہ سویا کرتے تھے
سلام اُن پر کہ جو حکمِ الہٰ کے تابع تھے
سلام اُن پر کہ جو اک زندہ و جاوید قرآں تھے
سلام اُن پر کہ جن کا چہرۂ اطہر نورانی تھا
سلام اُن پر کہ جو محبوب رب دو جہانی تھے
سلام اُن پر کہ حسنینِ علی جن کے چہیتے تھے
سلام اُن پر کہ جن کی گود میں اکثر وہ رہتے تھے
سلام اُن پر بلالِ محترم جن کے تھے شیدائی
سلام اُن پر کہ جو انصاف وحق گوئی کے داعی تھے
سلام اُن پر سحاب و ابر جن پر سایہ کرتے تھے
سلام اُن پر نجوم و قمر جن کے ساتھ چلتے تھے
سلام اُن پر جنھوں نے کام ہر اک کر کے دکھلایا
سلام اُن پر جنھوں نے پتھروں کو کلمہ پڑھوایا
سلام اُن پر کہ جو غارِ حرا میں جا کے رہتے تھے
سلام اُن پر کہ جو ہر وقت سچی بات کہتے تھے
سلام اُن پر کہ جو معراج میں اللہ کے مہمان تھے
سلام اُن پر کہ جن کے میزبان خود ربِّ سبحاں تھے
سلام اُن پر کہ ربِّ احد جن کی قسم کھاتے تھے
سلام اُن پر کہ جبرائیلؑ جن کے پاس آتے تھے
سلام اُن پر تنازعہ حجر اسود جن سے طے پایا
سلام اُن پر جو اپنے ساتھ لاکھوں رحمتیں لایا
سلام اُن پر کہ جن کا کلمہ سنگ وخِشت پڑھتے تھے
سلام اُن پر کہ جن کی جانور تعظیم کرتے تھے
سلام اُن پر کہ جو بن کر امام الانبیاء آئے
سلام اُن پر جو اپنے ساتھ قرآنِ مبیں لائے
سلام اُن پر جو مخلوقِ الہٰ میں سب سے اعلیٰ ہے
سلام اُن پر کہ سب عالم میں جن کا بول بالا ہے
سلام اُن پر اتر کر جو حِرا سے اپنے گھر آئے
سلام اُن پر جو اپنے ساتھ اِک مژدۂ جاں لائے
سلام اُن پر کہ جن کا رتبہ و کردار عالی ہے
سلام اُن پر کہ جن کا لقب کالی کلی والا ہے
ہماری شافع و مونس تمہاری ذات ہے آقاؐ
جو ٹالی جائے نہ ہرگز، تمہاری بات ہے آقاؐ
درودوں اور سلاموں کے حسیں گجرے قبول آقاؐ
ساؔحر کی زندگی کا یہ رہے قائم اصول آقاؐ

(احسان حسن ساؔحر)

اداریہ

ختم نبوت کا قانون اور حکومت کی گھناؤنی واردات

موجودہ حکمرانوں نے اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط اور بلا شرکت غیرے لوٹ مار جاری رکھنے کیلئے گزرے ہوئے سوا چار سالوں کا ہر دن عوام، پاکستان، پارلیمنٹ ،آئین، قانون اور ملکی اداروں کے تقدس کو پامال کرتے گزارا،ملکی معیشت کی بربادی ہو یا دہشتگردی کی جنگ میں منافقانہ کردار ،اداروں کو بے توقیر کرنے کے غیر ملکی ایجنڈے ہوں یا اسلامیان پاکستان کے مذہبی جذبات کی توہین، سانحہ ماڈل ٹاؤن میں بے گناہوں کا قتل عام ہو یا ختم نبوت کے حلف نامہ میں تبدیلی کا دینی سالمیت پر حملہ خائن حکمرانوں نے پاکستان کو لا قانونیت،فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کی بھینٹ چڑھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔یوں تو خائن اور سفاک حکمرانوں کا ہر جرم جرائم کی تاریخ میں ایک منفرد باب کی حیثیت رکھتا ہے مگر اکتوبر کے پہلے ہفتے میں ختم نبوت کے حلف نامہ میں تبدیلی کی خبر آئی جس پر سیاسی ،دینی،سماجی حلقوں کی طرف سے شدید ردعمل آیا اور اسلامیان پاکستان نے حکومت کے خلاف ملک گیر احتجاجی مظاہروں کا اعلان کر دیا ،عوامی ردعمل میں شدت آتی دیکھ کر حکمرانوں نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا اور حلف نامہ اصل متن کے ساتھ بحال کرنے کا اعلان کر دیا ، وزراء کی طرف سے یہ تاثر دیا گیا کہ حلف نامہ میں تبدیلی کلیریکل غلطی کے باعث ہوئی حالانکہ دینی حلقوں کی طرف سے جب اس سنگین جرم کی نشاندہی کی جا رہی تھی تو اس دوران بھی وفاقی وزراء حلف نامہ اور اقرار نامہ میں کسی قسم کے فرق نہ ہونے کے حوالے سے دلائل دے رہے تھے اور اس تبدیلی کا دفاع کر رہے تھے۔بہرحال پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دوٹوک انداز میں خبردار کیا کہ حلف نامہ میں تبدیلی محض غلطی نہیں بلکہ منصوبہ بندی کے ساتھ یہ قانونی دہشتگردی کی گئی ہے،انہوں نے 13اکتوبر 2017 کے دن ہنگامی پریس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ ختم نبوت کے حلف نامہ میں تبدیلی اور پھر اصل متن کی بحالی ایک بڑی واردات پر پردہ ڈالنے کا ہتھکنڈہ تھی۔انہوں نے واضح کیا کہ اس تبدیلی کا تعلق کسی کی بحالی اور معافی تلافی کے معاہدے سے ہے،انہوں نے بتایا کہ حکومت نے انتخابی اصلاحات قانون کی آڑ میں 9 قوانین کو مکمل طور پر ختم کر دیا جو 9 قوانین ختم کئے گئے ان میں سے ایک قانون کنڈکٹ آف جنرل الیکشن آرڈر 2002 بھی شامل ہے۔عوام سمجھ رہے تھے کہ شاید مسئلہ فقط حلف نامہ کی تبدیلی کا تھا اور حکومت نے حلف نامہ اصل متن کے ساتھ بحال کر کے معاملہ حل کر دیا مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے ، جس الیکشن آرڈر 2002 کو ختم کیا گیا اس میں قادیانیوں، احمدیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کے ضمن میں کی جانیوالی آئینی ترمیم کی روشنی میں قانون سازی کی گئی تھی ، اس قانون کو اول تا آخر ختم کر دیا گیا، الیکشن آرڈر 2002ء کے سیکشن 7(بی) اور سیکشن (سی) کے تحت یہ قانون سازی کی گئی تھی کہ قادیانیز اور احمدیز کا وہی سٹیٹس ہو گا جو آئین پاکستان میں درج ہے اور پھر تفصیل کے ساتھ عبارت دی گئی تھی کہ وہ سٹیٹس کیا ہو گا؟۔یہ واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ ختم نبوت پر کامل ایمان ہو گا اور اس پر ایمان نہ رکھنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں،حکومت نے چالاکی کے ساتھ اس قانون کو ختم کر دیا اور میڈیا سمیت علماء و زعماء بھی اس واردات سے لاعلم رہے، یہ حرکت 1973 ء کے آئین کو منسوخ کرنے کے مترادف ہے۔1973 کی ذوالفقار علی بھٹو کی اسمبلی نے ترمیم کر کے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا تھا۔سربراہ عوامی تحریک نے اپنی اس پریس کانفرنس میں واضح کیا حلف نامہ یا اقرار نامہ الگ چیز ہے جب اسلامیانِ پاکستان نے حلف نامہ کی بحالی پر اطمینان کا اظہار کیا تو اس دوران حکمرانوں نے بھی سکھ کا سانس لیا کہ انکی اصل واردات پر کسی کی نظر نہیں پڑی،مذکورہ قانون کو ختم کر کے احمدیوں، قادیانیوں کا سٹیٹس تبدیل کر دیا گیا، انہوں نے بتایا الیکشن آرڈر 2002 ء کے تحت امیدواروں کیلئے ہی نہیں بلکہ ووٹرز کیلئے بھی یہ لازم تھا کہ اگر کوئی نان مسلم ہے اور اس نے اس کا اظہار نہیں کیا تو اسکا نام بعد ازاں کسی شکایت یا تصحیح کی غرض سے جوائنٹ الیکٹورل لسٹ سے نکال کر سپلیمنٹری لسٹ آف ووٹرز میں ڈالا جا سکے گا اور اس حوالے سے الیکشن کمیشن کو نظر ثانی اتھارٹی بنانے کا اختیار حاصل تھا اب الیکشن کمیشن

اس اختیار سے بھی محروم کر دیا گیا ہے یعنی موجودہ خائن حکمرانوں نے جو فیصلے بھی کئے اور جو انتخابی نظام وضع کیا وہ آئندہ الیکشن میں جوں کا توں روبہ عمل ہوگا اور الیکشن کمیشن اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہوگا، ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی اس غیر معمولی اہمیت کی حامل پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ادارے اس کا نوٹس لیں کرپٹ اشرافیہ نے مختلف فکر کے لوگ بٹھا رکھے ہیں انکا ایک آدمی ایک اینگل سے حملہ کرتا ہے اور دوسرا کسی اور اینگل سے حملہ آور ہوتا ہے، ایک ملکی سالمیت پر اٹیک کر رہا ہوتا ہے دوسرا دینی سالمیت پر حملہ آور ہوتا ہے، دکھ کی بات یہ ہے کہ ختم نبوت کے قانون کے خاتمے میں پارلیمنٹ بھی پوری طرح شریک ہے، ہم سمجھتے ہیں پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے نا اہل اور بد دیانت عناصر کا مواخذہ ہونا چاہیے، مذکورہ قانون کا خاتمہ بڑا گھناؤنا اور گھٹیا عمل ہے، قوم کے ذہنوں کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے، خائن گروہ اپنی چمڑی اور دمڑی بچانے کیلئے فکری پراگندگی پھیلا رہا ہے اور پاکستان کو مذہبی، مسلکی منافرت کا شکار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے تا کہ قومی لٹیروں کے عدالتوں میں زیر سماعت کرپشن ریفرنسز پر فیصلے نہ ہوسکیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 7 سے 9 اکتوبر 2017 کے درمیان منعقدہ سہ روزہ دورہ علوم الحدیث کانفرنس کے موقع پر ایک قرارداد پیش کی تھی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ختم نبوت کے بنیادی تصور کے ساتھ ہونیوالی پارلیمانی دہشتگردی اور اس میں ملوث عناصر کا محاسبہ کیا جائے، اس کانفرنس میں شریک چاروں صوبوں سے آئے ہوئے ہزاروں علماء کرام نے قرارداد کی متفقہ منظوری دی اس قرارداد میں متفقہ جھوٹے شخص کی طرف سے قائم کی جانیوالی کمیٹی کو بھی مسترد کر دیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ یہ تحقیقات سپریم کورٹ کی سطح پر جے آئی ٹی کی طرز پر ہونی چاہئیں یہ دینی سالمیت پر حملہ ہے اس کے تمام کرداروں کو بے نقاب بھی ہونا چاہیے اور آئین کے برخلاف اقدامات پر باغیانہ اقدام کا مرتکب ٹھہراتے ہوئے کڑی گرفت کی جانی چاہیے۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ کی یہ قرارداد اور مطالبہ اہم ہے، امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور انکے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور اس عقیدے کے بغیر کسی کلمہ گو کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ خائن حکمرانوں نے ایمان کی اساس پر حملہ کیا ہے اگر قومی دولت کی لوٹ مار پر سپریم کورٹ کے حکم پر با اختیار جے آئی ٹی بن سکتی ہے تو عقیدہ ختم نبوت جیسے حساس معاملے کی تحقیقات کیلئے با اختیار جے آئی ٹی کیوں نہیں بن سکتی؟

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی 13 اکتوبر کی پریس کانفرنس میں ایک اور اہم ایشو کی طرف توجہ مبذول کروائی، انہوں نے بتایا کہ تھانہ فیصل ٹاؤن میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے اہم ریکارڈ جلا دیا گیا ہے اور انہوں نے اس پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تھانہ فیصل ٹاؤن میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے آپریشن میں حصہ لینے والے افسران، اہلکاروں کا مکمل اندراج اور تحریری ریکارڈ تھا، سانحہ ماڈل ٹاؤن میں جو اسلحہ، گولیاں اور گاڑیاں استعمال ہوئیں ان کا روزنامچوں میں اندراج تھا، درجنوں تھانوں کی پولیس جس نے سانحہ ماڈل ٹاؤن آپریشن میں حصہ لیا ان کی آمدروفت اور حکم دینے والوں کا بھی ریکارڈ تھا جسے آگ لگا دی گئی، انہوں نے کہا کہ یہ آگ ایک ایسے موقع پر لگائی گئی جب سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ انسداد دہشتگردی کی عدالت میں چل رہا ہے، قاتل حکمرانوں نے ساڑھے 3 سال سے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو انصاف سے محروم کر رکھا ہے اور وہ اس خوف میں مبتلا ہیں کہ وہ پانامہ لیکس کی کرپشن، منی لانڈرنگ اور لوٹ مار کے کیسز کی سزاؤں سے تو بچ سکتے ہیں مگر سانحہ ماڈل ٹاؤن سے نہیں۔ عدالت میں زیر سماعت مقدمہ سے متعلق شواہد کو غائب کرنا یا ضائع کرنا پاکستان پینل کوڈ (PPC) سیکشن 201 اور 204 کے تحت ایک جرم ہے، دیکھتے ہیں کہ اس جرم کے حوالے سے انصاف کے ادارے کیا ایکشن لیتے ہیں اور 14 شہداء کے ورثاء کو کب انصاف ملتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حکومت جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک کیے جانے کے ضمن میں سنگل بنچ کے فیصلے پر عمل کرنے سے بھی انکاری ہے اور انٹرا کورٹ اپیل میں ہے۔ انٹرا کورٹ اپیل کی سماعت کے پہلے روز حکومت وکلاء نے یقین دہانی کروائی تھی کہ روزانہ کی بنیاد پر سماعت ہوگی مگر اب حکومتی وکلاء روایتی ہتھکنڈوں کے تحت لمبی لمبی تاریخیں لے رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں عدالت میں قاتلوں کی بجائے مظلوموں کی بات سنی جانی چاہیے۔

(چیف ایڈیٹر)

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

حضور ﷺ کی شانِ رحمت اور دورِ جدید

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین ——— معاون: محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. (الانبياء:۱۰۷)

’’اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر‘‘۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے لاتعداد گوشے ہیں جن کا احاطہ انسانی عقل نہیں کرسکتی۔ اس رحمت کا دائرہ کار صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام عالمین کو محیط ہے۔ عالم انسانیت، عالم جنات، عالم نباتات، عالم حیوانات، عالم جمادات الغرض ہر عالَم جو ہمارے علم میں ہے اور جو ہمارے علم میں نہیں ہے، آقا ﷺ کی رحمت کاملہ ہی سے فیض پارہا ہے اور آپ ہی کے صدقے قائم و دائم ہے۔ دورِ جدید میں جہاں ہر طرف سائنس و ٹیکنالوجی کی ایجادات کی بھرمار ہے، یہ بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ رحمت ہی کی بدولت آج انسانیت کے لئے سہولیات و آسائشات فراہم کرنے کے قابل ہے۔ اس لئے کہ آج عالم انسانیت حضور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے رکھی گئی تعلیمی و علمی بنیادوں پر اپنی کامیابیوں کی عمارات قائم کئے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ کی آمد سے قبل پوری دنیا جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے جہالت سے بھری دنیا میں جدید علم اور سائنسی تحقیقات کا دروازہ کھولا۔ لہٰذا یہ بات قطعی ہے کہ آج انسانیت سائنسی ترقی کے جس مقام پر پہنچی ہے اُس کا دروازہ کھولنے والے تاجدارِ کائنات ﷺ ہیں۔ گویا دنیا کو آج علم کی روشنی اور سائنسی تحقیقات کے ذریعے مختلف ایجادات بھی آقا ﷺ کی رحمت سے ملی ہیں۔

آقا ﷺ نے ایک اُمّی (ان پڑھ) قوم میں علم کی بنیاد رکھی۔ اس سوسائٹی کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا اور وہاں تعلیم کو ایک نظام کی صورت میں باقاعدہ رواج دیا جہاں علم کا کلچر نہیں تھا۔

آج جب ہم علم کی بات سنتے ہیں تو اس میں ہمارے لیے کوئی تعجب نہیں ہے، اس لئے کہ ہم ایک تعلیم یافتہ معاشرے میں ہیں، جہاں ہر طرف علم اور سائنس کا کلچر ہے۔ آج سے چودہ سو سال پیچھے چلے جائیں تو وہاں عالم یہ تھا کہ لوگ پانی پینے پلانے پر قتل کرتے، صدیوں تک جنگیں چلتی رہتیں، بچی پیدا ہوتی تو اُسے زندہ درگور کر دیتے۔ عورتوں، غلاموں، غریبوں اور کمزوروں کے کوئی حقوق نہیں تھے۔ قبائلی جنگیں تھیں۔ معاشرے میں کوئی نظام نہیں تھا۔ امن و امان نہیں تھا۔ دہشتگردی، قتل و غارت گری اور خون خرابہ عام تھا۔ اس معاشرے میں لکھنا پڑھنا کوئی نہیں جانتا تھا۔ امام بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ مکہ جیسے شہر میں صرف 15 آدمی ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے۔ گویا ان حالات میں آپ ﷺ نے اس وقت علم کا دروازہ کھولا کہ جب کوئی علم، سائنس اور ٹیکنالوجی کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔

اس موضوع پر تفصیلات کے لئے راقم کی زیرِ طبع کتاب Muhammad: The Peacemaker کا مطالعہ کریں) اس کتاب میں ایک باب اس موضوع پر بھی ہے کہ کس طرح آقا علیہ السلام نے انسانیت پر احسان کرتے ہوئے تعلیم کا باقاعدہ نظام اس معاشرے میں نافذ کیا اور تعلیم کو اتنی ترجیح دی کہ

☆ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کانفرنس جامع مسجد گھمگول برمنگھم، UK (مورخہ: 9 جنوری 2016ء)، (CD#2330)، (خطاب نمبر: Er-5)

غزوۂ بدر کے 70 قیدی (کفار و مشرکین) جن کے پاس رہائی کے پیسے نہیں تھے، انہیں فرمایا کہ جو میرے شہر مدینہ کے 10, 10 بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دے گا اُس کو بغیر فدیہ کے آزاد کر دیا جائے گا۔ گویا آپ ﷺ نے تعلیم کے حصول کی اس قدر حوصلہ افزائی کی کہ مال و دولت کے حصول پر بھی تعلیم کو ترجیح دی۔

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ جن صحابہ کرامؓ نے غزوہ بدر کے قیدیوں سے پڑھا، میں بھی انہی میں سے ایک ہوں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ اصحابِ صفہ کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے باقاعدہ ماہر تعلیم کے طور پر مقرر ہوئے۔ آقا علیہ السلام نے الصفہ کی شکل میں ایک تعلیمی و تربیتی مرکز قائم فرمایا۔ یہ ایک boarding school کی مانند تھا کہ صحابہؓ رات دن وہاں رہتے اور پڑھائی کرتے۔ آقا علیہ السلام نے day scholars کو بھی اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ لوگ جن کے پاس تھوڑا ٹائم ہو وہ بھی آ کر یہاں تعلیم حاصل کریں۔ لہٰذا کئی صحابہؓ مستقل الصفہ پر ہی سکونت پذیر تھے اور کئی صحابہؓ اپنی دیگر معاشرتی و معاشی ذمہ داریوں سے فراغت کے بعد یہاں آتے اور تعلیم و تربیت کے مراحل سے گزرتے۔ گویا آپ ﷺ نے تعلیم کے نظام کی اس حد تک حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس عظیم علمی و روحانی درسگاہ ''صفہ'' سے کم و بیش 700 سے 1000 صحابہؓ نے اکتساب علم کیا ہے۔

آپ ﷺ نے حصول علم کی اتنی سرپرستی فرمائی کہ آپ ﷺ دور دراز کے علاقوں میں موجود دوسرے قبائل کی طرف معلمین و اساتذہ بھیجتے۔ حتیٰ کہ نجد کے ایک علاقے کی طرف مختلف قبائل کے لیے اکٹھے ایک بار 70 اساتذہ بھی روانہ فرمائے۔

آج سے چودہ سو سال قبل تعلیم اور شرح خواندگی (literacy rate) کو بلند کرنے اور علم کے حصول کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس ماحول میں آقا علیہ السلام نے مدینہ منورہ کی مختلف مساجد میں 9 سکول قائم فرمائے۔ اس وقت مدینہ منورہ چھوٹا سا گاؤں تھا۔ ایک چھوٹے سے گاؤں اور علاقے میں موجود 9 مسجدوں کے ساتھ سکولز قائم کرنا اور علم کے کلچر کو عام کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوی فراست ہی کا خاصہ ہے۔ حضور ﷺ نے لکھنے کا باقاعدہ ایک سرکاری شعبہ قائم فرمایا جہاں ہر چیز کے تحریری کاغذات (written documents) تیار کیے جاتے۔ آقا علیہ السلام نے خود 229 خطوط مختلف بادشاہوں اور قبائل کے سرداروں کو روانہ فرمائے۔ اس طرح آقا ﷺ نے مختلف معاہدات تحریر فرمائے۔ 225 سرکاری و سفارتی دستاویزات (official & diplomatic documents) روانہ کئے۔ یعنی آقا علیہ السلام نے تقریباً 500 سے 1000 تک سرکاری خطوط، معاہدات، دستاویزات تحریری صورت میں روانہ فرمائیں۔ گویا ہر چیز لکھ کو ضابطہ تحریر میں لانے (documentation) کا کلچر پیدا کیا۔

سرکاری خطوط پر مہریں (stamps) لگانے کو بھی آقا ﷺ نے رواج دیا تا کہ پتہ چلے کہ یہ سرکاری دستاویز (official document) ہے، جعلی نہیں ہے۔ اس مہر لگانے کی ابتدا بھی آقا علیہ السلام نے کی۔ اس سے پہلے stamp کرنے کا کلچر نہیں تھا۔

اسی طرح خاص خاص موضوعات میں تخصص (specialization) کا عمل بھی آقا ﷺ نے شروع کروایا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا: جو قرآن میں تخصص (specialize) کرنا چاہے وہ حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس جائے، جو قانون (law) سمجھنا چاہے وہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس جائے۔ جو فرائض اور وراثت کو سمجھنا چاہے وہ حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس جائے۔ جو خزانے، حساب و کتاب اور مالیات (finance,accounting) کا علم سمجھنا چاہے وہ میرے پاس آئے۔

سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰؓ نے فرمایا: جو کائنات کا سب کچھ سمجھنا چاہے وہ میرے پاس آئے۔

اسی طرح آقا علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی ترغیب اور احکامات بھی ارشاد فرمائے تا کہ عالمی سطح تک علم فروغ پائے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملے۔ اس سے ایک طرف تعلیم کی تحریک (knowledge movement) قائم ہوئی اور دوسری طرف مختلف تہذیبوں اور معاشروں (civilizations communities,) کے ساتھ روابط و تعلقات بھی قائم ہوسکے۔ یوں آقا ﷺ نے دوسری

زبانوں کو پڑھنے وسیکھنے کا آغاز فرمایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ آقا علیہ السلام کے چیف سیکرٹری بنے، انہوں نے حضور ﷺ کے حکم پر سریانی وعبرانی زبانیں سیکھیں۔ اس طرح دیگر صحابہ کرامؓ نے فارسی، ایتھوپین، شامی، یونانی اور اس وقت کی عالمی طاقتوں اور دیگر اقوام کی زبانیں سیکھیں۔

''صفہ'' پر صحابہ کو صرف قرآن اور حدیث نہیں بلکہ law (قانون)، theology (عقیدہ)، morality (اخلاقیات)، سوشیالوجی، ریاضی، (طب) medicine، (علم الفلکیات) astronomy، زراعت، تجارت، کامرس اور (امور خارجہ) foreign policy بھی پڑھائی جاتی تھی۔

مذکورہ بالا تمام علوم وفنون کا ذکر امام احمد بن حنبل کی المسند میں، امام ابوداؤد کی السنن میں، امام ترمذی کی الجامع میں، امام مالک کی الموطا میں، امام حاکم کی المستدرک میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی الاصابہ میں موجود ہے۔ ان سب کتب حدیث سے ان تمام علوم وفنون کو جمع کر کے میں نے بیان کر دیا۔ یہ تمام مضامین صحابہ کرام کو پڑھائے جاتے تھے اور وہ ان علوم وفنون کے ماہر ہوتے تھے۔

اسی طرح آقا ﷺ نے خواتین کی تعلیم کا آغاز بھی فرمایا۔ خواتین کو گھروں میں تعلیم دینے کا اہتمام کیا جاتا۔ ازواج مطہرات کے گھروں میں علمی حلقے (study circles) ہوتے۔ لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے صحابیات مقرر تھیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آقا علیہ السلام نے خواتین کو تعلیم دینے کے لیے باقاعدہ دن مقرر فرما رکھے تھے، جن میں خواتین کو پڑھنے پڑھانے کا فن (art of teaching & reading) سکھایا جاتا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ شاعری، طب، قانون، تاریخ اور human sciences کی ماہر تھیں۔ ان امور کے متعلق صحیح بخاری، مسند احمد بن حنبل اور ابن عبدالبر کی الاستیعاب میں تفصیل موجود ہے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ! الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا.

(بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، بَاب فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ، ۳: ۱۰۹۶، رقم: ۲۸۴۹)

''تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دوگنا ثواب دیا جاتا ہے۔ اول وہ شخص جس کی کوئی خادمہ ہو، وہ اُسے احسن طریقے سے تعلیم دے، اسے ادب سکھائے اور ادب سکھانے میں بھی احسن طریقہ اختیار کرے''۔

یعنی بیٹوں کو پڑھانے کا بھی اجر ہے مگر جو بیٹیوں اور بچیوں کو پڑھائے گا اُس کو دوہرا اجر ملے گا۔

اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے تعلیم کے فروغ کی ذمہ داری اسلامی ریاست میں مرکز کے سپرد بھی کی اور صوبوں کو بھی اس ضمن میں ذمہ دار ٹھہرایا۔ صوبوں کے اندر باقاعدہ نظام تعلیم جاری کیا اور گورنرز کو ذمہ دار ٹھہرایا کہ وہ دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ inspector general of education بھی ہوں گے اور اپنے ماتحت تمام شہروں کے دورہ جات کریں گے اور وہاں تعلیم کے فروغ کے لئے اقدامات بجا لائیں گے۔ حضرت عمرو بن حزمؓ جب گورنر یمن مقرر ہوئے تو اُن کو تعلیم کی وزارت بھی ساتھ دی گئی اور وہ تعلیمی امور کے ذمہ دار بھی تھے۔ الغرض نظام تعلیم کے باقاعدہ قیام اور تعلیم کے فروغ کے حوالے سے آقا علیہ السلام نے اس قدر اہتمام فرمایا۔

آپ ﷺ نے نہ صرف حصول تعلیم کی طرف متوجہ کیا بلکہ صاحبانِ علم کی فضیلت و انفرادیت کو بھی مختلف مقامات پر بیان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ.

(ابن حبان، الصحیح، ۱: ۲۸۹، رقم: ۸۸)

''صاحبانِ علم انبیاء کے وارث ہوتے ہیں''۔

علم کو آقا علیہ السلام نے اتنا اونچا درجہ دیا کہ صاحبانِ علم کی وراثت علم کو قرار دیا کہ اللہ کا نبی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتا بلکہ اس کی وراثت علم ہوتی ہے۔ فرمایا:

إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

(دارمی، السنن، ۱: ۱۱۰، رقم: ۳۴۲)

یعنی جو علم حاصل کرے وہ نبی کا وارث بنتا ہے اور اس طرح وہ نبی کی وراثت میں سے بہت کچھ پالیتا ہے۔

عرفِ عام میں جب ہم لفظ ''علماء'' سنتے ہیں تو ہمارے ذہن میں مساجد کے ائمہ، خطباء، علامہ صاحبان اور شیوخ کا

image ابھرتا ہے جبکہ عربی میں ''علماء'' سے مراد صاحبانِ علم ہیں۔ آپ ﷺ نے علم کے کلچر کو اتنا فروغ دیا کہ فرمایا:

أُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ.

(ربیع، المسند، ۱: ۲۹، رقم: ۱۸)

''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین کیوں نہ جانا پڑے''۔

جب علم کے حصول کا کوئی تصور نہ تھا اور لکھنا پڑھنا معیوب سمجھا جاتا تھا اُس دورِ جاہلیت میں علم کو آپ ﷺ نے اتنا emphasis کیا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

سائنسی علوم کی بنیاد

آقا ﷺ نے صرف عمومی علم کے فروغ کے لئے ہی اقدامات اور ارشادات نہ فرمائے بلکہ سائنسی علوم (scientific knowledge) کی بھی بنیاد رکھنے والے آقا ﷺ ہی ہیں۔ آج مغربی دنیا جن سائنسی تحقیقات پر فخر اور ناز کرتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس علم کا دروازہ بھی آقا ﷺ نے کھولا۔ ذیل میں چند احادیث کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن میں آپ ﷺ نے سائنسی علوم کا ذکر فرمایا ہے۔ دنیا آج بسیار کاوشوں کے بعد اِن علوم وفنون تک رسائی حاصل کررہی ہے مگر آپ ﷺ نے ان کے بارے میں 1400 سال پہلے ہی آگاہ فرمادیا تھا۔

۱۔ قوانین حرکت (Laws of Motion)

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں:

لَقَدْ تَرَكْنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۵۳، رقم: ۲۱۳۹۹)

''نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے (اپنے علم میں سے) اتنا علم چھوڑا کہ جو پرندہ آسمان میں سے اپنے پروں کو بھی حرکت دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے اُس کا بھی ذکر فرمادیا ہے''۔

گویا آقا ﷺ نے پرندہ کے ہوا میں اڑنے کے اصول تک بیان فرمادیئے کہ قوانین حرکت (laws of motion) کیا ہیں؟ فضا میں اڑنے کے اصول کیا ہیں؟ یعنی پر ہلا کر اڑنے کی سائنس بھی حضور ﷺ نے بتا دی۔ گویا آپ ﷺ نے اِن سائنسی قوانین کے بارے میں بھی ہمیں آگاہ فرمادیا جن کو آج کے دور میں نیوٹن اور آئن سٹائن جیسے سائنس دانوں نے بیان کیا۔

معلوم ہوا کہ modern aviation کی سائنس کی بنیاد کے بارے میں سب سے پہلے اظہار حضور ﷺ نے فرمایا۔ مذکورہ حدیث میں وَمَا يُحَرِّكُ کے الفاظ Laws of motion کو واضح کررہے ہیں، جبکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

وَمَا يَتَقَلَّبُ فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۴۳، رقم: ۲۱۴۷۷)

آسمان میں جو بھی پرندہ نقل وحرکت کرتا ہے اُس کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمادیا تھا''۔

''یتقلب'' کا لفظ change of altitude کو ظاہر کررہا ہے کہ پرندہ کبھی اوپر ہوتا ہے، کبھی نیچے ہوتا ہے، اس کی یہ حرکت کیسے ہوتی ہے؟ کیوں ہوتی ہے؟ اُس کا Scientific اصول بھی ہمیں حضور علیہ السلام نے بتا دیا۔ گویا theory of flight اور aviation جس سے جہازوں کا اڑنا نکلا ہے، آقا ﷺ نے یہ سائنسی اصول بھی ہمیں بتا دیتے تھے۔

۲۔ کائنات کی تخلیق و اختتام

حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ ؓ يَقُوْلُ: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ.

(الصحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، ۳/۱۱۶۶، الرقم: ۳۰۲۰)

''حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک روز ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے مخلوقات کی ابتدا سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ جس نے اسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا''۔

گویا حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو یہاں تک بتادیا کہ How this universe was created? یہ کائنات کس طرح بنی؟ کیسے explosion ہوا؟ کیسے big bang ہوا؟ کس طرح مادہ بنا؟ کس طرح energy بنی؟ کس طرح

forces بنیں؟ یہ کائنات کس طرح expand ہوئی؟ یعنی کائنات کے آغاز سے لے کے قیامت (end of the time) تک آقا ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سب کچھ بتا دیا۔ گویا کائنات کے آغاز اور اختتام کو جاننے کے علم کا دروازہ بھی آقا ﷺ نے کھولا۔ صحابہ کرامؓ کو جو باتیں یاد رہ گئیں اور انہوں نے اِن باتوں کو آگے پہنچایا، صرف وہی اتنا عظیم ذخیرہ ہے کہ آج ہر قسم کے علم کی بنیاد اور جدید سائنسی تحقیقات ان کی بنیاد پر منظر عام پر آرہی ہیں۔

۳۔ ذرائع آمدورفت میں ترقی

آقا علیہ السلام کے زمانے میں اور اس سے قبل بھی لوگ گدھوں، گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کرتے تھے۔ ان کے علاوہ آمدورفت کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس دور میں آقا ﷺ نے اِن مذکورہ ذرائع کے علاوہ بھی مستقبل میں دیگر ذرائع آمدورفت کے ہونے کے متعلق آگاہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بتایا:

سَيَكُوْنُ فِي اٰخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلٰى سُرُوجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ.

(ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۶۴، رقم: ۵۷۵۳)

یعنی میری امت کے آخری دور میں ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگ اونٹ، گھوڑے اور گدھے کی سواریوں کے بجائے نئی اور بڑی بڑی سواریاں استعمال کریں گے، modes of traveling تبدیل ہو جائیں گے اور لوگ اُن پر سواری کریں گے۔

جس دور میں سوسائٹی صدیوں سے گدھوں، اونٹوں اور گھوڑے پر سفر کرتے ہوں اور ان کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدورفت نہ ہو تو اُس معاشرے کو حضور ﷺ نے بتایا کہ یہ سواریاں نہیں رہیں گی بلکہ بہت بڑی بڑی اور نئی سواریاں آجائیں گی۔ حتیٰ کہ مسجد کے دروازے تک بھی انہی سواریوں پر سفر کر کے جائیں گے۔

آقا ﷺ کے اس فرمان پر غور کریں۔ اس وقت مدینہ منورہ چھوٹا سا علاقہ (village) تھا اور اُس علاقے میں کسی شخص کو اونٹ، گھوڑے پر بھی سوار ہو کر مسجد نبوی جانے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ پیدل بھی چلے تو پورے گاؤں/ علاقے کا بآسانی دورہ کرسکتا ہے۔ اس دور میں مدینہ منورہ اتنا ہی تھا جتنی آج مسجد نبوی ہے۔ میں نے 1963ء کے دور کا مدینہ منورہ دیکھا ہے، اس وقت مسجد نبوی چھوٹی تھی، اردگرد بازار تھے، تھوڑا آگے جا کر جنت البقیع آجاتی تھی، اِدھر مسجد غمامہ آجاتی تھی جو عید گاہ ہے۔ عید گاہ بھی شہر سے باہر ہوتی ہے اور قبرستان بھی شہر سے باہر ہوتا ہے۔ مسجد غمامہ اور جنت البقیع کے درمیان کل شہر مدینہ تھا۔ پیدل چلیں تو پانچ منٹ میں سارا شہر عبور کیا جاسکتا تھا۔ اس وقت جب پانچ منٹ میں سارا شہر کراس ہو جائے وہاں یہ فرمانے کی ضرورت کیا ہے کہ مسجد میں نماز کے لیے بھی لوگ سواریوں پر آئیں گے حالانکہ وہ لوگ تو اُس وقت بھی سواریوں پر نہیں جاتے تھے، گھر سے نکلے تو ایک منٹ میں پہنچ گئے۔

ان حالات میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اونٹ، گھوڑے، گدھے نہیں رہیں گے اور ان کی اشباہ سواریاں آئیں گی، گویا آقا علیہ السلام modern technology اور modern world کا vision دے رہے ہیں کہ شہر کتنے وسیع ہو جائیں گے، آبادی کتنی ہو جائے گی اور سواریوں کا عالم کیا ہوگا؟

اُس زمانے میں گاڑیوں اور موٹرز کا کوئی تصور نہیں کرسکتا تھا مگر آپ ﷺ نے اس زمانے میں موٹرز کا بھی ذکر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

سَيَكُوْنُ اٰخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلَى الْمَيَاثِرِ. فَقُلْتُ لِأَبِي: وَمَا الْمَيَاثِرُ؟ قَالَ: سُرُوْجًا عِظَامًا.

(حاكم، المستدرك، ۴: ۴۸۳، رقم: ۸۳۴۶)

''آخری زمانے میں ایسا وقت آئے گا کہ لوگ میاثر پر سفر کر کے جائیں گے۔ (صحابی کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ میاثر سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے کہا: بڑی بڑی سواریاں۔

غور کریں کہ اگر میاثر ایک ایسا لفظ ہوتا جو اُس وقت سوسائٹی میں عام تھا یا آسانی سے سمجھ میں آنے والا تھا تو وہ صحابی یہ نہ پوچھتے کہ ابا جان! یہ میاثر کیا چیز ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ آقا ﷺ نے کوئی نیا لفظ بولا ہے جو اہلِ عرب کی زبان میں استعمال نہیں ہوتا تھا۔

اب میں لفظ ''میاثر'' کی وضاحت کر دوں کہ عربی میں 'ٹ' نہیں ہے۔ جہاں (T) یا (ٹ) لگنا ہو وہاں (ث) لگتا ہے۔ میاثر کی واحد موثر ہے۔ آجکل گاڑیوں کے لیے انگلش میں لفظ موٹر استعمال کرتے ہیں۔ عربی میں یہ لفظ موثر ہوگا اور اس کی جمع کریں گے تو یہ مواثر یا میاثر ہوگا۔ گویا آپ ﷺ نے فرمایا: موٹریں آ جائیں گی، لوگ mechanical motors پر سفر کریں گے۔ اگر میاثر سے اس طرح کی چیز مراد نہ ہوتی تو صحابی یہ نہ پوچھتے کہ یہ میاثر کیا ہے؟ ان کا پوچھنا یہ بتارہا ہے کہ کوئی ایسی چیز بتائی جارہی ہے جو عرب کلچر میں معروف نہ تھی۔ اس حدیث میں آقا علیہ السلام نے mechanical development اور motor vehicles جیسی advanced technology کا ذکر چودہ سو سال قبل فرما دیا۔

۴۔ زمان و مکان کا پھیلاؤ

(Expansion of Time & Space)

Time and space اور modern physics اور astro-physics جیسے تمام علوم کے بارے بھی آقا ﷺ نے 1400 سال پہلے آگاہ فرمادیا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُونُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ.

(ترمذی، السنن، کتاب الزهد، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقَارُبِ الزَّمَانِ وَقِصَرِ الْأَمَلِ، ۴: ۵۶۷، رقم: ۲۳۳۲)

قیامِ قیامت سے قبل زمانہ باہم قریب ہوجائے گا، سال مہینے جتنا، مہینہ ہفتے جتنا، ہفتہ دن کے برابر، دن ایک گھڑی جتنا اور ایک گھڑی، آگ بھڑکنے جتنی ہوجائے گی۔

آج زمان و مکان کا پھیلاؤ expansion of time اور expansion of space یہ تمام کائنات کی gravitation کی وجہ سے ہے۔ کائنات جب سے بنی ہے پھیلتی جا رہی ہے اور اس کی gravitational power کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب یہ imbalance ہو جائے گی اور پھر سکڑنے لگ جائے گی، جیسے پھیلی تھی اسی طرح پھر سکڑنے لگ جائے گی۔ اب پھیلاؤ کی وجہ سے جو سورج چوبیس گھنٹے بعد نکلتا ہے اور سال اور مہینوں کا موجودہ فاصلہ ہے، جب کائنات سکڑنے لگ جائے گی تو چاند اور سورج کی حرکت بھی تیز ہو جائے گی اور تیز ہوتے ہوتے سال، مہینوں میں گزر جائے گا، مہینہ، ہفتے میں گزر جائے گا، ہفتہ ایک دن میں، دن گھنٹے میں گزر جائے گا۔ حتیٰ کہ قریب آتے آتے پھر zero volume کی طرف جائے گا اور پھیلاؤ (expansion) کی جگہ سکڑاؤ (contraction) ہوگا۔ اس طرح اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (قیامت قریب آ پہنچی) کا عملی ظہور ہوگا۔

اس تقاربِ زمان اور وقت کے پھیلاؤ کو آقا علیہ السلام نے اس وقت بیان فرمایا کہ جب وقت کی اکائیوں کے سکڑنے کا صدیوں پہلے کوئی تصور نہیں کرسکتا تھا، اس زمانے میں آقا علیہ السلام نے اس تمام کو بیان فرمایا۔

۵۔ ذرائع ابلاغ (Telecommunication)

آقا علیہ السلام نے پیغام رسانی کے موجودہ جدید ذرائع کے متعلق بھی 1400 سال پہلے آگاہ فرمادیا تھا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ. (ترمذی، السنن، ۴/۴۷۶، رقم ۲۱۸۱)

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے''۔

یعنی اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک انسانیت اتنی ترقی نہ کر جائے کہ جانوروں سے بھی لوگ حقائق جاننے کا کام لینے لگ جائیں گے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ تفتیشی کتے (جانور) ایئرپورٹس اور حساس مقامات پر نظر آتے ہیں اور ان کے ذریعے مشکوک اشیاء اور اشخاص کو شناخت کیا جاتا ہے۔ گویا یہ عمل کتوں کے بولنے کے مترادف ہے کہ وہ انسانوں کو بتا رہے ہیں کہ ان کی مطلوبہ چیز یا شخص کہاں ہے۔ ایک اور مقام

پر آپ ﷺ نے فرمایا:

حَتّٰی تُکَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاکُ نَعْلِهِ.

(ترمذی، السنن، کتاب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ فِي کَلَامِ السِّبَاعِ، ۴: ۴۷۶، رقم: ۲۱۸۱)

''حتیٰ کہ انسان سے اس کے چابک کی رسی اور جوتے کا تسمہ بھی گفتگو کرے گا''۔

آج ہم جو چھوٹے چھوٹے telecommunication کے آلات استعمال کرتے ہیں، جن میں باریک تاروں (cables) کا استعمال ہے، موبائل وغیرہ ان ہی کی جانب حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ جوتوں کے تسمے جیسی باریک چیزیں بھی بولیں گی اور انسان کو معلومات فراہم کریں گے۔ آج جاسوسی کے آلات، bugging system، کیمرے اور وائس ریکارڈر ان تمام کے متعلق آقا ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں خبر دی۔

آج جو modern technology پوری دنیا میں استعمال ہو رہی ہے اور آئے روز ہم مختلف خفیہ معلومات حاصل کرتے ہیں، آقا علیہ السلام نے اس طرح کی تمام معلومات کے حصول کے طریقے 1400 سال پہلے بیان فرما دیئے تھے۔

۶۔ بحری جہاز (warships)

حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کوئی بحری جہاز نہیں تھے، کشتیاں نہیں تھیں، خلفائے راشدین کے دور میں جاکر کشتی develop ہوئی جب قبرص (Cyprus) میں فتوحات ہوئیں اور مسلمان افریقہ اور سپین گئے تو اس زمانے میں کشتی استعمال ہوئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بحری جہازوں کے متعلق بھی پہلے ہی آگاہ فرمادیا تھا۔ حضرت فضالہ بن عبید الانصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم جنگ کے لیے سفر پر باہر نکلے ہوئے تھے، دورانِ جنگ آقا علیہ السلام نے دعا فرمائی اور دعا کرتے ہوئے فرمایا: باری تعالیٰ!

وَعَلَی الرَّطْبِ وَالْیَابِسِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ.

''خشک و تر پر سفر کرنے والوں پر بھی کرم کر اور سمندری سفر کرنے والوں پر بھی رحم کر''۔

اس وقت لوگ خشکی میں تو سفر کرتے تھے مگر اس وقت پانی پر کون سفر کر رہا تھا؟ سمندروں اور دریاؤں میں سفر ابھی شروع نہیں ہوئے تھے۔ صحابہ کرام کہتے ہیں:

هٰذِهِ دَعْوَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَی الْقَوِيِّ وَالضَّعِیفِ فَمَا بَالُ الرَّطْبِ وَالْیَابِسِ؟

(أحمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۰، رقم: ۲۴۰۰۱)

''صحابہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ کمزور اور طاقتور کے لیے دعا کرنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر خشک و تر اور بحر و بر کے لیے یہ کیسی دعا ہے؟''۔

اس وقت صحابہ کرام کی سمجھ میں بھی نہیں آتا تھا کہ بحر و بر اور خشک و تر کے سفر ہوں گے۔ حضرت فضالہ بن عبید الانصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اُس دن تک سمجھ نہیں آیا جس دن تک ہم بحری جہازوں کے ذریعے قبرص نہیں پہنچے۔ جب ہم جہازوں میں سوار ہوئے تو خدا کی قسم اُس دن سمجھ میں آیا کہ حضور ﷺ کی دعا اس دن کے لیے تھے۔

آقا علیہ السلام اپنی نگاہ سے سب دیکھ رہے تھے کہ کیا ترقی ہونے والی ہے؟ ٹیکنالوجی کی کیا advancements ہونے والی ہیں؟ سفر کے کیا کیا ذرائع آنے والے ہیں؟ انسانیت فضائی اور بحری، بری راستوں میں کس طرح سفر کرنے والی ہے؟ آقا علیہ السلام نے 1400 سال قبل یہ تمام علوم انسانیت کو عطا کر دیئے اور ترقی کے دروازے کھول دیئے۔ آقا ﷺ کے ان فرامین کو سن کر سائنس دان تحقیق میں لگ گئے کہ محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو اسی طرح ہوگا۔ لہٰذا ان امور کے بارے ریسرچ ہونے لگی۔

اسی طرح آقا ﷺ نے انسان کی تخلیق کے بارے میں بھی اس زمانے میں تمام حقائق بیان فرمادیئے۔ (تفصیلات کے لئے زیر نظر خطاب سماعت فرمائیں۔) علم اور سائنس کی ترقی کے بارے میں آگاہی کے اس طرح کے سیکڑوں فرامین مصطفیٰ ﷺ آج ہمارے سامنے ہیں۔ ان تمام فرامین سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح سائنسی علوم (scientific knowledge) کے دروازے کھول کر آقا علیہ السلام نے امت پر اور انسانیت پر کرم کیا۔ آج مغربی دنیا کا ہر سائنسدان علمِ نبوتِ مصطفیٰ ﷺ کا احسان مند ہے۔ تحقیق اور ترقی کے سارے دروازے آقا علیہ السلام نے کھولے ہیں، ورنہ انسانیت پستی، جہالت اور

اندھیرے میں گری پڑی تھی۔

اسلام اور جدید علوم

آقا علیہ السلام نے medical sciences، botany، mechanics، zoology، biology، geology، ophthalmology، anesthesia، chemistry، mathematics، physics، dynamics، sociology، geography، communication، astronomy، astrology، algebra، geometry، pharmacology، surgery، engineering، technology الغرض جملہ علوم فنون کے دروازے کھولے۔

یہ تمام human sciences ہیں، آقا علیہ السلام نے سب کے اشارے دے کر دروازے کھولے اور انسانیت کو ترغیب دی کہ انسانیت ان ان حوالوں سے تحقیق کر کے ان کو آگے بڑھائے گی۔ آقا علیہ السلام کے عطا کردہ اس علم کی میراث کو لے کر مکہ و مدینہ سے صحابہ کرامؓ شام، بغداد، بصرہ، دمشق، ایران، سپین، افریقہ اور قرطبہ پہنچے، پھر ان ملکوں سے وہ سارا علم یورپ میں پہنچا۔ آج یورپ کی تمام تر ترقی کی بنیاد آقا ﷺ کے انہی فرامین پر قائم ہے، جس کا عملی ظہور بعد ازاں صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اسلام کے ذریعے دنیا کے سامنے آیا۔ اس بات کا اقرار اور اعتراف آج یورپی مصنفین اور سائنسدان بھی برملا کرتے نظر آتے ہیں۔ (تفصیلات کے لئے زیرِ نظر خطاب سماعت فرمائیں۔)

المختصر وہ تمام ذخیرہ جو مدینہ پاک میں مسجدِ نبوی کے منبر پر آقا ﷺ نے بیان فرمایا اور جسے لے کر حضور ﷺ کے غلام دنیا میں پھیلے، پھر اِن پر ائمہ نے کتابیں لکھیں، ایک ایک مصنف، سکالر، فلاسفر سو سو، دو دو سو کتابوں کا مصنف ہوا۔ پھر آٹھ سو سال کے بعد یورپ کی زبانوں میں ان کتابوں کے تراجم ہوئے اور ترجمہ ہونے کے بعد یہ یورپ کا modern scientific knowledge بنا۔ یہ آقا علیہ السلام کی رحمۃ للعالمینی کی شان ہے کہ سارے عالم کو حضور ﷺ علم، فن اور سائنس دے گئے اور اپنے غلاموں کے ذریعے علم کی خیرات پوری کائنات کو بانٹ گئے۔ امت مسلمہ کو فخر ہونا چاہیے کہ اللہ نے انہیں ایسے آقا عطا فرمائے کہ جن کی خیرات پوری کائنات میں تقسیم ہوتی ہے۔

قرآن میں اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی اسی شان کے بارے میں فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًاo (النساء، ۴: ۱۱۳)

’’اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے‘‘۔

جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے، انسانیت نہیں جانتی تھی اور انسانیت جان بھی نہیں سکتی تھی وہ سارا علم ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دے دیا اور آپ ﷺ کے ذریعے انسانیت کو علم کی خیرات بانٹی۔ انسانیت علم کے جس مقام پر پندرہ سو سال بعد پہنچی تاجدارِ کائنات ﷺ نے علم کی وہ خیرات پندرہ صدیاں پہلے انسانیت کو بانٹ دی تھی۔

آج مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پلٹ کر درِ مصطفیٰ ﷺ پر آجائیں، اس لئے کہ آقا علیہ السلام کی غلامی میں ہی کامیابی، عظمت اور ترقی ہے۔ جب سے ہم نے علم اور حضور ﷺ کی رحمت کا راستہ چھوڑا ہم جاہل، انتہا پسند اور دہشتگرد بن گئے۔ جب تک علمِ مصطفیٰ ﷺ اور رحمتِ مصطفیٰ ﷺ سے متمسک رہے، اُس وقت تک پوری امت معتدل، پرامن اور علم و ترقی کے راستے پر گامزن رہی۔ آج دہشتگردی اور انتہا پسندی جہالت کی پیداوار اور آقا ﷺ کا دامن چھوڑنے کا نتیجہ ہیں۔

آج ہمیں اور ہماری نسلوں کو چاہیے کہ پلٹ کر آقا ﷺ کی دہلیز اور غلامی میں آجائیں۔ حضور ﷺ کی غلامی اختیار کریں، حضور ﷺ سے محبت و عشق کریں، حضور ﷺ کی خیرات کا فیض لیں اور جتنا زیادہ ہو اپنی نسلوں کو علم، عملِ صالح اور آقا ﷺ کی نسبت و محبت کی طرف راغب کریں، اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے حال پر رحم فرمائے اور آقا ﷺ کی بارگاہ سے ہمیں پختہ نسبت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ!

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

میلاد النبی ﷺ اظہارِ فرحت و مسرت کا دن

عظمت والا رسول ﷺ بھیج کر اللہ نے احسانِ عظیم کیا

قرآن، زبانِ انبیا و زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ثابت ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: برائے مہربانی قرآن و حدیث کے حوالے سے میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت بیان فرمائیں؟

(محمد ابوبکر نظامی۔ کامونکی)

جواب: میلاد النبی ﷺ مسلمانوں کے اظہار فرحت و سرور سے عبارت ہے۔ ماہ ربیع الاوّل میں یومِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار مسلمان مختلف طریقوں سے کرتے ہیں ۔ اس دن فقراء و مساکین کو صدقہ و خیرات تقسیم کیا جاتا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و خصائل اور مختلف معجزات، کرامات اور واقعات کا ظہور حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت ہوا، کا ذکر مختلف محافل میں کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا مبعوث ہونا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے عظیم نعمت ہے ۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ. (آل عمران، ۳: ۱۶۴)

’’بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے‘‘۔

اور حضور ﷺ کی بعثت اللہ کی انہی نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا.

’’یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں‘‘۔ (النحل، ۱۶: ۸۳)

اور اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ. (الضحیٰ، ۹۳: ۱۱)

’’اور اپنے رب کی نعمتوں کا (خوب) تذکرہ کریں‘‘۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ. (المائدة، ۵: ۷)

’’اور اللہ کی (اس) نعمت کو یاد کرو جو تم پر (کی گئی) ہے‘‘۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ میں نعمت سے مراد بعثت مصطفیٰ ﷺ ہے اور بعثت سے پہلے ولادت کا ہونا لازمی امر ہے اس لیے کہ اگر پیدا ہی نہ ہوئے تو بعثت کہاں سے ہوتی؟ لہٰذا اگر بعثت مصطفیٰ ﷺ کو قرآن نعمت فرما رہا ہے تو ولادت مصطفیٰ ﷺ بعثت سے بڑھ کر نعمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ٥ (یونس، ۱۰: ۵۸)

’’فرما دیجئے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں‘‘۔

اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل و رحمت کے حصول پر خوشیاں منانے کا حکم دیا ہے۔ مفسرین کرام کے نزدیک لفظ فضل اور رحمۃ سے

مراد ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس سے ہم نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ولادت مصطفیٰ ﷺ پر خوشیاں منانے کا حکم دیا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے جب پیر کے روزے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فِيهِ وُلِدْتُ وَ فِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ.

''اس دن میں پیدا ہوا اور اس دن قرآن مجھ پر نازل ہوا''۔

(مسلم، الصحيح، ٢: ٨٢٠، رقم: ١١٦٢)

ابولہب کی موت کے بعد اُسے کسی نے خواب میں دیکھا اور اس کا حال دریافت کیا اس نے کہا کہ آگ میں ہوں سوائے اس کے کہ آگ کے عذاب میں ہر سوموار کے دن تخفیف کر دی جاتی ہے اور میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے جس کو پی کر میں سیراب ہوجاتا ہوں۔ (یہ کہہ کر) اس نے اپنی انگلی کے پورے کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ ثویبہ کی وجہ سے ہے جسے میں نے اس وقت آزاد کیا جب اس نے مجھے ولادۃ النبی ﷺ کی خوشخبری دی تھی۔

(بخاري، الصحيح، ٥: ١٩٦١، رقم: ٤٨١٣)

یہ ابولہب کافر کا حال ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو اس کلمہ گو مسلمان کا جو حضور ﷺ کی امت میں سے ہے اور ان کی ولادت کی خوشیاں مناتا ہے، اس کا عالم کیا ہوگا (یعنی اس پر انعام و اکرام کا کیا عالم ہوگا)! (مدارج النبوہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ۱۹:۲)

المختصر یہ کہ ﴿فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ؕ ہُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ﴾ کے الفاظ سے قرآن ہمیں خوشی و فرحت کے اظہار کا حکم دیتا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے خود ان واقعات و کرامات کو بیان بھی کیا ہے جو ان کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے تھے اور ان کا ذکر احادیث کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد کی بشارات کتب سماویہ میں بھی موجود ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنا بیان اس کی تصریح بھی کرتا ہے:

اَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ. (ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۶۴۰۴)

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ ؑ کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کے خواب ہوں جو انہوں نے مجھے جنتے ہوئے دیکھے کہ ان سے ایک نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشخبری جو عیسیٰ ؑ نے دی قرآن میں ان الفاظ میں آئی ہے:

وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ

''اور اُس رسولِ (معظّم ﷺ کی آمد آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد (ﷺ) ہے''۔ (الصّف، ۶:۶۱)

لہٰذا قرآن پاک و احادیث میں میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اظہار خوشی منانے کے حوالے سے کئی دلائل مذکور ہیں اور جو لوگ میلاد مصطفیٰ ﷺ کے منانے کو بدعت کہتے ہیں ان کی باتیں جھوٹ و افترا کا پلندہ ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ کی تاریخی حیثیت

محفل میلاد کی اصل یہ ہے کہ لوگ جمع ہو کر جس قدر ہو سکے قرآن پڑھتے ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کے حالات و واقعات اور ولادت کے وقت جو حق کے نشانات ظاہر ہوئے ان کا بیان کرتے ہیں۔ پھر ان کے لیے قالین بچھائے جاتے ہیں، وہ کھاتے پیتے اور چلے جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتے یہ اچھی بدعت ہے جس پر عمل پیرا ہونے والے کو ثواب دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ ﷺ کی ولادت و باسعادت پر خوشی و مسرت کا اظہار ہے اور سب سے پہلے محفل میلاد منعقد کرنے والا اربل کا بادشاہ ملک مظفر ابوسعید کوکبری بن زید الدین علی بن بلکتگین ایک نیک دل سخی بادشاہ تھا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ کی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں فرمایا ہے کہ وہ ربیع الاول میں عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرتا تھا۔ بہت زندہ دل، بہادر، جوان، عقل مند عالم و عادل تھا۔ اللہ اس پر رحم کرے اور اس کی قبر کو عزت دے۔ اس باشاہ کے لیے شیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے ایک ضخیم کتاب میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی تھی جس کا نام التنوير في مولد البشير النذير ﷺ رکھا۔ اس کے

صلہ میں بادشاہ نے شیخ کو ایک ہزار دینار بطور انعام دیئے، اس بادشاہ کا دور حکومت طویل ہے۔ ۶۳۰ ھ کو جبکہ اس نے فرنگیوں کے شہر عکا کا محاصرہ کر رکھا تھا اس وقت وفات پائی۔ سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب ’’مراۃ الزمان‘‘ میں ایک شخص کا بیان نقل کیا جو المظفر کی منعقد کی گئی ایک محفل میلاد میں شریک تھا کہ اس نے اس محفل میلاد کے موقع پر دستر خوان پر پانچ ہزار سر بھنی ہوئی بکریوں کے اور دس ہزار بھنی ہوئی مرغیاں دیکھیں۔ کہا کہ اس موقع پر بڑے بڑے علماء وصوفیاء حاضر تھے، بادشاہ ان کو خلعت دیتا اور صوفیاء کے لیے ظہر سے فجر تک محفل سماع کا بندوبست کرتا اور ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا اور ہر سال فرنگیوں کو دو لاکھ دینار ادا کرکے قیدی چھڑواتا، ہر سال حرمین شریفین اور حجاز مقدس کے لیے آب رسانی کی سکیموں پر تیس ہزار دینار صرف کرتا یہ سب ان صدقات کے علاوہ ہیں جو وہ پوشیدہ دیتا تھا۔ اسکی بیوی ربیعہ خاتون جو ملک الناصر صلاح الدین کی بہن تھی، کا بیان ہے کہ بادشاہ کی قمیض ایسی تھی جو پانچ درہم کے برابر بھی نہ تھی۔ کہتی ہیں میں نے اس پر بادشاہ سے جھگڑا کیا اور ناراض ہوئی تو بادشاہ نے کہا ’’میرا پانچ درہم کا لباس پہننا اور باقی سب کچھ صدقہ کردینا اس سے بہتر ہے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء و مساکین کو نظر انداز کردوں‘‘۔ میلاد النبی ﷺ پر ہمارے اسلاف کا عمل ہر لحاظ سے ہمارے لیے قابل فخر وتقلید ہے۔

میلاد النبی ﷺ کو عید کیوں کہا جاتا ہے؟

بخاری ومسلم اور دیگر کتب احادیث میں یہ روایت موجود ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُنَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا. قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [۵:۳] قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ، وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

حضرت عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! ایک آیت آپ حضرات اپنی کتاب میں پڑھتے ہیں، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ فرمایا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ کہا: ﴿آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا﴾ [۵: ۳] حضرت عمر ؓ نے فرمایا: ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ کو جس میں نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی جب کہ آپ جمعہ کے روز عرفات میں مقیم تھے۔ (بخاري، الصحيح، ۱: ۴۵، رقم: ۴۵)

آپ ؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ اس کے نزول کا دن جمعہ اور تاریخ ۹ ذی الحجہ (یوم الحج) ہے مقصد یہ کہ ہم اس آیت کی اہمیت اس کے نزول کے دن سے جانتے ہیں اور اس کی خوشی منانے سے غافل نہیں ہیں۔ ہم تو پہلے سے اس دن کو یوم حج ہونے اور یوم جمعہ ہونے کی وجہ سے یوم عید یعنی خوشی کا دن سمجھتے ہیں گویا ہر جمعہ کو یوم عید قرار دیا گیا ہے اور سال میں تقریباً ۵۲ جمعے ہوتے ہیں اور یوم حج (یوم عرفہ) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو ملا کر تقریباً ۵۵ عیدیں حدیث سے ثابت ہوگئیں۔ ایک عید میلاد النبی ﷺ سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کیا یہ خوشی کا دن نہیں جس میں رحمت للعالمین ﷺ کی تشریف آوری ہوئی؟

حضرت عیسیٰ ؑ کے امتیوں نے درخواست کی کہ آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ آسمان سے ہم پر کھانے مائدہ اتارے چنانچہ ہم اس نزول مائدہ کے دن کو عید کے طور پر منائیں گے۔ پھر مائدہ اترا اور آج تک عیسائی اسے عید کا دن مناتے ہیں۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ قرآن نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ نہ اسے برا قرار دیا تو کیا مائدہ نازل ہونے کا دن عید اور رحمت کائنات ﷺ کے نزول کا دن یوم عید نہیں؟

لہٰذا قرآن، بائبل، زبان انبیاء و زبان مصطفیٰ ﷺ سے میلاد مصطفیٰ ﷺ یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کی پیدائش مبارک کا ذکر ثابت ہے۔ ولادت با سعادت کے متعلق احادیث میں جو کچھ آیا ہے وہ صحابہ کرام ؓ کے ذریعے ہی ہم تک پہنچا ہے۔

(بقیہ: صفحہ 26 پر ملاحظہ فرمائیں)

﴿بقیہ: الفقہ﴾

صحابہ کرام ﷺ اٹھتے بیٹھتے آقائے دوجہاں ﷺ کے جلوے دیکھتے، آقا ﷺ کے گن گاتے، نظم و نثر میں آپ ﷺ کے فضائل و مناقب سنتے سناتے تھے اور میلاد میں یہی کچھ تو بیان ہوتا ہے۔

سیرت طیبہ کی کوئی معتبر کتاب پڑھیے، بخاری، مسلم، سننِ اربعہ اور دیگر مستند کتب احادیث میں ''فضائل سید المرسلین'' کا باب، شعر و شاعری کا باب نکال کر دیکھیے، یہی عیاں ہوتا ہے کہ محفل میلاد میں وہی کچھ بیان ہوتا ہے جو سرکار ﷺ کے سامنے ہوتا تھا۔ صحابی تو دور کی بات کوئی قابل ذکر امام، مصنف، محدث، فقیہہ اور قابل ذکر عالم ایسا نہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے میلاد، ولادت اور فضائل کا ذکر نہ کیا ہوحتی کہ مولانا تھانوی صاحب کی کتاب ''نشر الطیب''، مودودی صاحب کی ''تفہیم القرآن'' کی آخری جلد، ''سیرت سرور عالم''، مولانا ادریس کا ندھلوی کی ''سیرت المصطفیٰ'' میں بھی یوم میلاد النبی ﷺ کو عید کا دن (خوشی کا دن) ہی قرار دیا گیا ہے۔

اس موضوع پر مزید تفصیلات کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی درج ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے:

1۔ میلاد النبی ﷺ

2۔ المولد عندالائمۃ والمحدثین

3۔ کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟

4۔ معمولاتِ میلاد

5۔ اربعین: میلاد النبی ﷺ: احادیث مبارکہ کی روشنی میں (**فرحة القلوب فی مولدا لنبی المحبوب ﷺ**)

6. Mawlid-al-Nabi ﷺ: celebration and permissibility

7. Is celebrating Mawlid-al-Nabi Bid'a?

8. The celebration of Mawlid-al-Nabi ﷺ According to the Imams & Hadith scholars

❁❁❁❁❁

ترقی کے لیے نظامِ تعلیم بدلنا ہوگا

پاکستان میں تعلیم کو سب سے کم اہمیت دی گئی

MES کے سکولوں میں بچے جدید عصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی تقریب سے خطاب

انسان کے اندر تین طرح کی حیات پوشیدہ ہے۔ ایک حیات جسدی ہے جس کا تعلق ہمارے جسم اور جان سے ہے۔ اس کا تعلق انسان کے جینے مرنے، گھر بار، کاروبار وغیرہ سے ہے۔ یعنی یہ انسان کی ظاہری حیات سے متعلق ہے۔ دوسری حیات وہ ہے جس کا تعلق ہمارے عقل و شعور کے ساتھ ہے، اُسے حیاتِ شعوری کہا جاتا ہے۔ تیسری حیات وہ ہے جس کا تعلق ہمارے قلب اور روح کے ساتھ ہے، اِسے حیاتِ روحی کہا جاتا ہے۔ حیاتِ جسدی دنیا میں اَمن، بہتر روزگار، مالی و جسمانی آرام، قلبی و ذہنی سکون، سیکیورٹی اور اپنی ذاتی پہچان چاہتی ہے۔ یہ تمام عوامل جب ملتے ہیں تو حیاتِ جسدی اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

اِسی طرح حیاتِ روحی ہے، حیاتِ روحی اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور اور اُس کے رسول ﷺ کی ذات کے ساتھ تعلق، اِخلاص اور للّٰہیت چاہتی ہے۔ جب اِنسان اس راہ پر گامزن ہوتا ہے تو اُس کی حیاتِ روحی بھی اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

تیسری حیات حیاتِ شعوری ہے، اس کے درج ذیل تقاضے ہیں؟

۱۔ حیاتِ شعوری کا ایک تقاضا تفکر ہے۔ اُس تفکر کے اجزاء میں اقدار اور نظریات پوشیدہ ہوتے ہیں۔

۲۔ اِسی حیاتِ شعوری کا ایک تقاضا تفقُّہ ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی آیا کہ اللہ رب العزت جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اُس کو تفقہ فی الدین عطا کرتا ہے، اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے۔

۳۔ اِسی حیاتِ شعوری کا تیسرا تقاضا تصوّف ہے۔ ہمارے اَفکار و خیالات کا پاکیزہ ہوجانا، نیت میں للّٰہیت و اخلاص پیدا ہوجانا، نیت کا ظاہر کی طرح طاہر اور مطہر ہونا تصوف ہے۔

ان تین تقاضوں کو جو شخص بھی پورا کرے تو اُس کی حیاتِ شعوری اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ جب کسی انسان کی حیاتِ شعوری اپنے کمال کو چھوتی ہے اور وہ مذکورہ تین تقاضے پورا کرتی ہے، تو پھر اُس کی زندگی میں ایک تحرّک پیدا ہوتا ہے۔ یہ تحرّک اُس کے عمل میں ڈھل جاتا ہے اور پھر وہ جس طرح کے افکار اپنے شعور کی سطح پر رکھتا ہے ویسا عمل اُس سے سرزد ہونے لگ جاتا ہے۔ اگر کسی کا شعور تفکر، تفقہ اور تصوف سے خالی ہو تو جو کچھ تحرک کے نتیجے میں اس کی زندگی سے سرزد ہوگا وہ ان تین امور سے خالی ہوگا۔ اگر کسی کا شعور تفکر، تفقہ اور تصوف سے مزین ہے تو زندگی میں جو کچھ بھی کرے گا اس پر تفکر، تفقہ اور تصوف کا رنگ ہوگا۔

یہی وہ تین چیزیں ہیں جو ہم تحریک منہاج القرآن اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے فاؤنڈر لیڈر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ آپ نے بھی اپنی شعوری حیات کو تفکر، تفقہ اور تصوف سے مزین فرمایا۔ اس لیے پوری زندگی میں اور منہاج القرآن کے قیام سے اب تک 37 سال کے اندر آپ کے تمام منصوبوں میں ان افکار کا

رنگ اور مخلوق خدا کے لیے کچھ کر گزرنے کا رنگ نظر آتا ہے۔

چاہے آپ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی بنیاد رکھ رہے ہوں، چاہے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی بنیاد رکھ رہے ہوں، چاہے منہاج ویلفیئر کی بنیاد رکھ رہے ہوں، چاہے منہاج یونیورسٹی کی بنیاد رکھ رہے ہوں، ہر وہ علمی، فکری و فلاحی منصوبہ جس کی بنیاد شیخ الاسلام نے ان افکار پر رکھی ہے آج یہ تمام منصوبہ جات اسی رنگ کے عکاس ہیں۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت پاکستان میں چلنے والے 650 سے زائد سکولز اور کالجز اور افریقہ سمیت دنیا کے دیگر ممالک میں علمی، فکری، روحانی اور فلاحی پروجیکٹس کی بنیاد میں خلق خدا کی خدمت کا جذبہ سرفہرست ہے۔

آج جب ہم تعلیم اور نصاب کی بات کرتے ہیں، تعلیمی نظریے کی بات کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بدقسمتی سے بہت سارے تعلیمی ادارے تجارت کا مرکز بن گئے ہیں۔ تعلیم دینے جیسی عظیم عبادت اور کارِ خیر آج تجارت کا رنگ اختیار کر چکا ہے۔ تعلیمی ادارہ جات آج تجارتی مرکز بن گئے۔ کسی بھی ملک کی بنیاد میں اہم کردار تعلیم اور نظامِ تعلیم ادا کرتا ہے۔ نظام تعلیم میں اہم کردار نصاب ادا کرتا ہے۔ اگر ملک پاکستان کے تعلیمی نظام اورنصاب سے نظریہ پاکستان، اسلامی تعلیمات، اسلامی اقدار کو نکال دیا جائے تو یہ نظام تعلیم اورنصاب اگلی نسلوں کو کچھ فراہم کرنے کے قابل نہیں ہے۔

بدقسمتی سے آج پرائمری اور مڈل کے نصاب میں سے بہت سارے ایسے موضوعات جو اسلام اور پاکستان کے نمائندہ موضوعات تھے اُن کو نکال دیا گیا۔ پاکستانیوں کی اور سرزمین پاکستان پر بسنے والے نوجوانوں کا اپنے دین، اپنی عظیم تاریخ، اپنی اَفواج ،اپنے مجاہدوں اور سپاہیوں کے ساتھ جو محبت کا تعلق تھا ایسے موضوعات کو آج نصاب سے نکالا جا رہا ہے، مگر افسوس کہ اِنہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس ماحول میں تعلیمی ادارے تجارتی مرکز بن گئے اور نصاب Non Productive ہو گئے، نہ وہ نظریہ پاکستان پر تعلیم دیتے ہیں اور نہ وہ اسلام کی اَقدار اور اسلام کا درس دیتے ہیں۔

انہی خطرات کے پیشِ نظر 1994ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی بنیاد رکھی کہ چاہے ملک اور دنیا کی روش جو بھی ہو، منہاج القرآن کے زیر انتظام چلنے والے ادارہ جات سے نکلنے والا ہر بچہ سب سے پہلے سچا مسلمان ہوگا اور اس کے بعد اپنے ملک وملت کے لیے جان دینے والا پاکستانی بن کر نکلے گا۔ آج الحمد للہ ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت پڑھنے والے ڈیڑھ لاکھ بچے اتنے مضبوط اور پر عزم پاکستانی ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان سے زیادہ جرأت مند، اخلاص و اَخلاق والے پاکستانی کہیں اور پیدا ہوتے ہوں گے۔ تمام تعلیمی ادارہ جات اپنی جگہوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں، لیکن منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے ادارہ جات کے بارے میں ایک بات میں یقین و اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں کے طلبہ دیگر تمام اداروں کے طلبہ کے مقابلے میں تعلیم، اخلاق، روحانیت، تربیت ہر حوالے سے بڑھ کر ہیں۔ ہمارے طلبہ سائنس، دین، نظریہ پاکستان، بین الاقوامی معاملات، انفارمیشن الغرض ہر حوالے سے قابل اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

کوئی اور تعلیمی ادارہ ایسا نہیں کہ جس کا بچہ بیک وقت دین اسلام پر بھی اُتنی ہی بہترین معلومات رکھتا ہو جتنی سائنس ودیگر مضامین میں رکھتا ہو۔ الحمد للہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے پاکستان کی سرزمین کو وہ ادارے دیئے ہیں جہاں سے پڑھنے والے طلبہ اسلام پر بھی اُتنی گہری نظر رکھتے ہیں جتنی سائنسز، سوشل سائنسز اور باقی علوم پر رکھتے ہیں۔

پوری دنیا میں ہر قوم نے کئی دہائیاں قبل یہ بات سمجھ لی کہ کسی ملک کو اگر ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے تو اُس کے نظامِ تعلیم پر خصوصی توجہ دینا ہوگی مگر پاکستان میں نظام تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو بہت افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان میں تعلیم اُن امور میں سے ہے جس کو حکومتوں نے کبھی اہمیت ہی نہیں دی ہے۔ پالیسیز تو بے پناہ بنائی گئیں، کم وبیش پچھلے 70 سال میں 20 ایجوکیشنل پالیسیز کے اعلان کئے گئے، لیکن کسی ایک پر بھی کماحقہ عمل نہ ہوسکا۔

جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اُس وقت شرح خواندگی 11 فیصد تھی اور آج 70 سال بعد شرح خواندگی 58 فیصد

ہے۔ اگر تمام حکومتیں اس پر محنت کرتیں، ہر سال 1فیصد بھی شرح خواندگی بڑھاتے چلے جاتے تو آج اس کو 81%ہونا چاہئے تھا۔ حالیہ بجٹ میں چاروں صوبوں کے لیے رکھی گئی رقوم 720 ارب روپے ہے، اور اگر ان 720ارب کو صوبوں پر تقسیم کیا جائے تو پنجاب میں 345ارب، سندھ میں 202ارب، بلوچستان میں 50ارب اور KPKمیں 138ارب رکھے گئے ہیں۔ یہ بجٹ جی ڈی پی کا اڑھائی فیصد بنتا ہے۔

پورے ملک میں 2لاکھ 60ہزار 9سو 3سکولز ہیں، ان سکولز میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد 4 کروڑ 10لاکھ 18ہزار 384ہے اگر اس حساب سے 720ارب روپے کو ان بچوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ایک بچے کے اوپر سالِ رواں میں حکومت فقط 175روپے خرچ کر رہی ہے ۔ اس سے تعلیم کے حوالے سے حکومت کی ترجیحات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ساڑھے تین کروڑ بچے ہمارے ہاں ایسے بھی ہیں جو سکولز میں نہیں جاتے، وہ چائلڈ لیبر کا شکار ہیں اور اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔

ہمارے ہمسائے ملک بھارت میں شرح خواندگی 60 فیصداور سری لنکا میں 98 فیصد ہے، مگر بدقسمتی سے پاکستان میں پچھلے 4سال سے شرح خواندگی 58فیصد ہے، اس کے باوجود ایک نااہل حکمران یہ پوچھتا پھرتا ہے کہ مجھے کیوں نکالا؟ تجھے اِس لیے نکالا کہ پچھلے چار سال میں اس ملک میں 1فیصد بھی شرح خواندگی نہ بڑھ سکی۔ یہ فقط اس حکومت کا حال نہیں ہے ، بدقسمتی سے تمام حکومتوں نے تعلیم کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ جونیجو صاحب کی حکومت میں اقراء سرچارج کے نام سے 4فیصد ٹیکس وصول کیا جاتا رہا اور دعوی کیا گیا کہ اس کے تحت سینکڑوں ادارہ جات بنائے جائیں گے،لیکن بدقسمتی سے کوئی قابل ذکر تبدیلی نہ آسکی۔

آج مختلف تجزیات اور رپورٹس کے مطابق پاکستان میں 58فیصد سکولز ایسے ہیں جہاں پر بنیادی ضرورت عمارت، ٹوائلٹس، فرنیچر تک میسر نہیں۔ کچھ تجزیات کے مطابق 18فیصد اساتذہ ایسے ہیں جو سکول نہیں جاتے، اس لئے کہ سفارشات اور سیاسی بنیادوں پر اُن کی تقرریاں ہوئی ہیں۔

1959ء میں قومی تعلیمی کمیشن تشکیل دیا گیا جس کے تحت 1969ء تک ملک میں پرائمری تعلیم اور 1974ء تک مڈل تعلیم کو ہر فرد کے لیے یقینی بنانا اُس کمیشن کی ذمہ داری تھی مگر اس پر بھی عمل درآمد نہ ہوسکا۔ اس کے بعد 1969ء میں بنائی جانیوالی نئی قومی پالیسی وجود میں آئی جس میں تعلیم بالغاں پر توجہ دی گئی ۔ 1972ء کی تعلیمی پالیسی میں یونیورسل پرائمری ایجوکیشن کا نظام منظر عام پر لانے کا دعوی کیا گیااور جس کے تحت 1979ء تک تمام لڑکیوں کے لیے اور 1984ء میں پرائمری ایجوکیشن کو لڑکوں کے لیے لازمی بنایا جانا تھا مگر کچھ نہ ہوا۔ اس کے بعد 1973 کے آئین میں آرٹیکل 37/B کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ سیکنڈری تک ایجوکیشن ہر بچے اور بچی کے لیے لازمی قرار پائے گی مگر اس پر بھی عمل نہیں ہوا۔ ان پالیسیوں پر عمل درآمد نہ کرنے کی بناء پر آج حالت یہ ہے کہ ساڑھے 3 کروڑ بچے سکولز سے باہر ہیں اور جو 4 کروڑ 10لاکھ بچے سکولز پڑھتے ہیں وہ پست تعلیمی معیار کا شکار ہیں۔

اسی طرح تعلیمی اداروں پر سرکاری اخراجات کو 2010ء کی GDP کا 2.7فیصد اور 2015 تک 7فیصد خرچ کیا جانا تھا مگر ایسا نہ ہوسکا اور آج 2017ء میں تعلیم پر خرچ کی جانے والی رقم اڑھائی فیصد سے نہ بڑھ سکی۔ جنوبی پنجاب میں پچھلے تقریباً 40سال میں کوئی ایک نئی یونیورسٹی وجود میں نہیں آسکی۔ یہ پاکستان کا نظامِ تعلیم اور اس کی تعلیمی صورتحال ہے۔ پاکستان کی شناخت اور پہچان زراعت ہے مگر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے علاوہ کوئی بڑی زرعی یونیورسٹی وجود میں نہیں آسکی۔ یہ وہ چند ہوشربا اور تکلیف دہ گوشے ہیں جو ہمیں پاکستان کے نظامِ تعلیم اور اس کے اوپر خرچ ہونیوالے اخراجات سے متعلق آگاہ کرتے ہیں۔

آج پورے ملک میں 5 کروڑ 5 لاکھ شہری ایسے ہیں جو تعلیم یافتہ ہی نہیں ہیں۔ حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 20 کروڑ 77لاکھ ، 74ہزار 520ہے۔ یقیناً ناخواندہ افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہوگا۔اس وقت پنجاب میں 38فیصد، KPKمیں 46فیصد، سندھ میں 48فیصد، بلوچستان میں 55 فیصد ناخواندہ افراد ہیں۔ اسی طرح خواتین کے متعلق ناخواندگی کی شرح کو دیکھا جائے تو پنجاب میں 46 فیصد، KPK میں 53 فیصد، سندھ میں 65فیصد، بلوچستان میں 77فیصد

خواتین ناخواندہ ہیں۔ تمام سیاسی حکمران ایک دوسرے کو اور ایک دوسروں کے ادوار کو الزام تو دیتے ہیں مگر جب خود اقتدار و اختیار کے مالک ہوتے ہیں تو اس سمت کوئی توجہ نہیں دیتے۔ خدارا پورے ملک میں الزام کی سیاست کو بند کر کے نظام تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ جس کے پاس جو صوبہ ہے اگر وہ اپنے صوبے کی ہی شرح خواندگی کو ہی بڑھانے پر توجہ مرکوز کرتا تو آج پاکستان میں تعلیم کے حالات مختلف ہوتے۔ مگر بدقسمتی سے سیاست دانوں کے حالات، مقاصد، ضرورتیں کچھ اور ہیں جبکہ پاکستان کے عوام کی ضروریات اور ترجیحات مختلف ہیں۔ 2009ء کی تعلیمی پالیسی کے مطابق 2015ء تک شرح خواندگی کو 81 فیصد تک پہنچ جانا چاہیے تھا مگر پچھلے ساڑھے چار سال کے اندر شرح خواندگی 58 فیصد پر ہی رکی ہوئی ہے۔

اسی طرح پاکستان میں رجسٹرڈ دینی مدارس کی تعداد 12153 ہے جس کے اندر کم و بیش 15 لاکھ اور 49 ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ مگر کوئی پالیسی اور کوئی ادارہ نہیں ہے جو اس چیز کا جائزہ لے سکے کہ ان مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے اور ان مدارس سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ طلبہ اپنی خدمات کہاں سرانجام دیتے ہیں۔

2013ء میں 45 ہزار گریجوایٹس پاکستان کی مختلف یونیورسٹیز سے نکلے، جن میں سے 16 ہزار آج تک بے روزگار ہیں۔ یہ سوال اِن حکمرانوں سے کوئی نہیں پوچھتا۔ جب کوئی چیختا ہے کہ مجھے کیوں نکالا تو اُس سے کہو کہ تجھے اس لئے نکالا کہ 2013ء کے 16 ہزار گریجوایٹ نوجوان آج بھی بے روز گار ہیں۔۔۔ پچھلے چار سال میں 58 فیصد شرح خواندگی وہیں پر رُکی ہوئی ہے۔۔۔ پورے ملک کے 48 فیصد تعلیمی ادارے ضروری سہولتوں سے آج بھی محروم ہیں۔۔۔ سوات میں زلزلے کے باعث 40 ہزار لڑکیاں سکولز کی تعلیم سے محروم ہوئیں مگر ان کی تعلیمی بحالی کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔۔۔ 170 اسکولز کو بم بلاسٹ سے اڑا دیا گیا، لیکن کوئی اُن سے نہیں پوچھتا کہ اُن 170 سکولز میں سے دوبارہ کتنے سکولز تعمیر کروائے۔ بلوچستان میں 12 ہزار سکولز ایسے ہیں کہ جس میں صرف ایک لیول کے لیے فقط ایک استاد میسر ہے تو سوچیں وہ سکول کیسے چلتا ہوگا۔ پنجاب کے 25 فیصد سکولز جزوی یا کلی بنیادوں پر سہولتوں سے محروم ہیں۔ دوسری طرف حکومتیں پوش علاقوں کے بھاری فیسوں والے سکولوں کو گرانٹ کے نام پر بھاری بجٹ دیتی ہیں۔ یہ پیسہ غریب کے بچوں کا ہے جو امیر کے بچوں کی سہولتوں پر خرچ ہو رہا ہے۔

تعلیم عام کرنے کے لیے اگر مؤثر پلاننگ نہ کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ معاشرتی رویوں کو اگر تعلیم کے ذریعے تبدیل نہیں کیا گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یاد رکھیں کہ یہ ذمہ کسی اور کے سر نہیں بلکہ صرف حکومت کے سر ہے، اس لئے کہ یہ کام حکومتوں کے کرنے والے ہیں۔ کوئی اور نہیں حکومتیں ہیں۔ آج تک جو کچھ پاکستان میں نظام تعلیم کے حوالے سے ہوتا رہا ہے اُس کو ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کا نام دیا جاسکتا ہے، اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی نئی نسل کے اندر انتہاء پسندی، دہشتگردی اور جہالت کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ ان حالات میں ہم کیسے ان ہونہار اور نوجوان طلبہ و طالبات سے ملک و قوم کے لئے کچھ کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں؟ موجودہ فرسودہ نظام تعلیم ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس نظام تعلیم سے بہترین سائنس دان، استاد، ڈاکٹر، انجینئر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔

الحمد للہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تعلیمی اداروں میں انتہائی کم فیس میں اعلی معیار کی تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنایا، ان میں اسلام اور ملک کی محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا۔ یہی وجہ ہے اس ملک کے غریب بچے، خواتین، بزرگ ڈاکٹر طاہر القادری کی ایک کال پر اپنی جانیں لٹانے کے لیے باہر نکل آتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس ملک اور اس کے غریب عوام کی خدمت کی ہے، انہیں باوقار اور غیور قوم کے طور پر جینے اور آگے بڑھنے کا عزم اور حوصلہ دیا ہے۔

طلبہ و طالبات شعوری حیات کے تین تقاضوں تفکر (نظریہ کی پہچان) تفقہ (دین کی پہچان) اور تصوف (اخلاق کی پہچان، اخلاص، نیت کی پاکیزگی) کو اپنے اندر پیدا کریں۔ یعنی نیت میں اخلاص، اپنے ملک سے پیار، اپنے دین سے پیار، اس دنیا سے پیار اور خلقِ خدا سے پیار۔ یہ وہ بنیادی چیزیں ہیں

جس سے کسی بھی انسان کا شعور پروان چڑھتا ہے اور انسانی جسم کو توازن نصیب ہوتا ہے۔

عزیز طلبہ و طالبات! یہ لوگوں کی زندگی کی ابتداء ہے، یہی وہ وقت ہے جہاں پر آپ اپنی ذہنی شعور کی کھیتی میں ان تینوں چیزوں کے بیج بو سکتے ہیں تاکہ جب یہ زمین تیار ہوجائے اور پھل کاٹنے کا وقت آئے تو بیک وقت آپ کے شعور کی کھیتی پر تینوں درخت پروان چڑھ چکے ہوں، پھر چاہے کوئی تفقہ (دین) کا پھل توڑ کر کھائے، تفکر (نظریے) کا پھل توڑ کر کھائے یا تصوف، (اخلاص اور نیت) کا پھل توڑ کر کھائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت ان سکولز کا قیام درحقیقت ایک مقصد، ایک نظریے اور ایک وژن کی خاطر ہے۔ آپ لوگوں کو بھی اُسی نظریے اور وژن کو آگے بڑھانا ہے۔

اگر سکولز کا مقصد عام تعلیمی ادارے کی مانند صرف فیس لے کر ایک جماعت سے اگلی جماعت میں ترقی دلوانا ہے تو پھر ان سکولز کو چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر ان ادارہ جات سے وہ طلبہ و طالبات پیدا کرنا مقصود ہیں جو شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کا خواب ہے جن میں دین بھی ہو، حب الوطنی بھی ہو، اعلیٰ معیار کے سکالرز اور پروفیشنلز بھی یہاں سے پیدا ہوں تو پھر اِن سکولز کے قیام کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ اگر اس حوالے سے کامیابی نہیں تو یاد رکھیں کہ ہم اپنے مقصد کو نہیں پا رہے۔ اگر ہم اس مقصد کو سامنے رکھ کر اپنے اسکولز پر محنت کرتے ہیں تو یہی وہ راستہ اور وژن ہے جو درحقیقت شیخ الاسلام نے ہمیں دیا ہے۔

لہٰذا منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے تمام تعلیمی ادارہ جات، اُن کے پرنسپلز، اُن کے اساتذہ میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ و طالبات کو ہر حوالے اور جہت سے آگے بڑھائیں، طلبہ کی اخلاقی تربیت بھی ہو، وہ پروفیشنلی تعلیم بھی حاصل کریں اور دین کی سمجھ بوجھ بھی اُن کو نصیب ہو۔ اگر ہم پاکستان کو ایک ایسی نسل دینے میں کامیاب ہوگئے جو ان تینوں خصوصیات سے مزین ہو تو پھر کوئی ایسی شے مانع نہیں جو پاکستانی قوم کو پوری دنیا کی سب سے اعلیٰ اور قابل قوم نہ بننے دے۔

❁❁❁❁❁

منہاج پبلک گرلز ہائی سکول پنن وال (جہلم) کا اعزاز

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام قائم منہاج پبلک گرلز ہائی سکول پنن وال (تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم) کی 19 طالبات پر مشتمل پوری 8th کلاس نے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن (PEC) میں سکالر شپ کا اعزاز حاصل کیا جو کہ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے تعلیمی اداروں کے اعلیٰ تعلیمی معیار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس شاندار کامیابی پر محترم چیئرمین منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، مینجنگ ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی پوری ٹیم نے پرنسپل محترم ذوالفقار علی چشتی، اساتذہ کرام اور والدین کو صمیمِ قلب سے مبارکباد پیش کی اور سکالر شپ حاصل کرنے والی تمام طالبات کو یہ اعزاز حاصل کرنے پر شاباش دی۔

سکالر شپ حاصل کرنے والی طالبات میں مہوش طارق، مناہل، سونیا، ثوبیہ ارشد، پروین بی بی، اریبہ عظمت، ماریہ کرن، رابعہ ارشد، عمائمہ اسلام، نور فاطمہ، نمرہ اصغر، ثمن صبا، ہائیدہ شبیر، رافعہ گل، ماریہ جبین، رافعہ، ثمرین ظفر، اریبہ اصغر، اقراء ادریس اور شاہدہ اعظم شامل ہیں۔

اس سے قبل مورخہ 26 اگست 2017ء کو الحمرا ہال میں فرید ملت سکالر شپ ایوارڈ اور اینول اسمبلی 2017ء کی تقریب میں منہاج پبلک گرلز ہائی سکول پنن وال کو بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر خصوصی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

❁❁❁❁❁

سہ روزہ دورۂ علوم الحدیث، ہزاروں علماء، اساتذۂ کرام کی شرکت

"اختلافِ رائے سے کوئی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا"

حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی و فکری دروس

جامع المنہاج کے کشادہ صحن میں بغداد، سمرقند و بخارا کی علمی مجالس کی پرکیف یادیں

خصوصی رپورٹ: عین الحق بغدادی

سمرقند، بخارا، نیشاپور اور کوفہ و بغداد کی قرونِ اُولیٰ میں ہونے والی علمی وفکری اور تحقیقی مجالس کی یاد تازہ کرتے ہوئے منہاج القرآن علماء کونسل کے زیرِ اِہتمام جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن لاہور میں سہ روزہ دورہ علوم الحدیث کا انعقاد کیا گیا جس میں پورے پاکستان سے علماء کرام و مشائخ عظام، شیوخ الحدیث، متعدد مدارس و یونیورسٹیز کے پروفیسرز، ڈاکٹرز، لیکچرار، اساتذہ کرام، معلمات اور منتہی کلاسز کے طلبہ و طالبات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ان علمی و تحقیقی دروس میں خواتین کی بھی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ چونکہ یہ دروس عامۃ الناس کے لیے نہیں تھے، اس لیے خیال کیا جا رہا تھا کہ شرکاء کی تعداد قلیل ہوگی؛ مگر بفضلہٖ تعالیٰ حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی موجودگی اور اُن سے عصری تقاضوں کے مطابق حدیث سیکھنے کے شوق نے تشنگانِ علم کو نہ صرف اپنی طرف متوجہ کیا بلکہ وہ اس شمعِ فروزاں سے اِکتسابِ علم اور حصولِ فیض کے لیے کشاں کشاں چلے آئے۔

4 اکتوبر 2017ء کی مقررہ تاریخ سے قبل ہی ہزاروں علماء نے اپنی رجسٹریشن کروا لی تھی، یہ سلسلہ آخری دن تک جاری رہا جس کی بنا پر تقریباً چار ہزار مرد و زن نے اس دورہ علوم الحدیث میں بھرپور شرکت کی۔ یوں یہ جم غفیر سہ روزہ اِجتماعی اِعتکاف کا منظر پیش کرنے لگا۔ آنے والے ہر شخص کو رجسٹریشن کے عمل سے گزرنا پڑا تاکہ مہمانوں کی صحیح تعداد کا اندازہ ہو سکے اور انتظامیہ کو آنے والے مہمانانِ گرامی قدر کی رہائش اور کھانے کے انتظامات میں آسانی ہو۔

ناظمِ اَعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور صاحب کی سربراہی میں کام کرنے والی انتظامی ٹیم نے آنے والے تشنگانِ علوم الحدیث کی رہائش کے لیے آغوش کمپلیکس اور تحفیظ القرآن کی عمارتوں میں بہترین رہائش اور کھانے کا بندوبست کیا اور اس کا برملا اِظہار مہمانانِ گرامی نے بھی کیا۔ کھانے کے وقت بوفے سسٹم کے تحت تین دن صاف ستھرے اور لذیذ کھانے سے تواضع کی جاتی رہی۔ اس پروگرام کے انعقاد کے لیے جامع المنہاج کے صحن میں خوبصورت اسٹیج اور پنڈال سجایا گیا تھا۔ شرکاء کے لیے بڑی سکرین بھی آویزاں کی گئی تھی تاکہ لوگ اپنے محبوب مربی و شیخ کو سننے کے ساتھ ساتھ اُن کی زیارت بھی کرسکیں۔

سہ روزہ دورہ علوم الحدیث کی سب سے بڑی اور اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس کے روحِ رواں حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری تھے جو نہ صرف عرب وعجم کے اجل شیوخ الحدیث سے سند یافتہ و اجازات یافتہ ہیں بلکہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق علم حدیث پر کیا گیا آپ کا وقیع کام آنے والی صدیوں کی علمی ضروریات پوری کرتا رہے گا۔ قدیم و جدید علوم پر عبور کے ساتھ ساتھ آپ کا یہ خاصہ ہے کہ آپ کے پیش نظر قرآن و حدیث اور مصادر اصلیہ ہوتے ہیں جو - اِلّا ماشاء اللہ - موجودہ زمانے کے اسکالرز کے مطالعہ میں ناپید نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف آپ کا ہاتھ موجودہ زمانے کی نبض پر بھی

ہوتا ہے۔ یوں قدیم و جدید کا یہ حسین امتزاج آپ کی گفت گو کو سمجھنے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔

حجۃ المحدثین مدظلہ العالی کا یہ خاصہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کسی خاص مسلک کے ساتھ منتھی نہیں کیا اور ان کی تحریک کا مقصود فقط دین اسلام کی خدمت و اشاعت اور اس کا اِحیاء ہے۔ اسی بنا پر سہ روزہ دورہ علوم الحدیث کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں کسی خاص مسلک یا فقہی مذہب کے لوگ نہیں تھے بلکہ ہر مسلک اور فقہی مذہب سے تعلق رکھنے والے طالبانِ حدیث شریک ہوئے۔ گویا یہ دورہ صرف تدریسی نہ تھا بلکہ مختلف مکاتبِ فکر (schools of thought) کی یگانگت کا عملی مظاہرہ بھی تھا۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آج کے پُرفتن دور میں جب ہر کوئی اپنی اپنی دکان کھولے بیٹھا ہے اور اپنے مذہب، مسلک یا دعوے کی تائید میں قرآن و حدیث کے مفاہیم کو من پسند طریقے سے پیش کرتا ہے، جہاں ہر وقت نفرت کے بیج بوئے جاتے ہیں، ہر کوئی دوسرے کی بات کو بلا دلیل ردّ کرنے پر تلا ہے اور فتویٰ بازی معمول بن چکا ہے؛ ایسی سوسائٹی میں کوئی شخصیت ایسی بھی ہے جس کی بات سننے کے لیے تمام مسالک و مکاتبِ فکر کے نمائندے بلا تفریق جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں۔

خطباتِ دورہ علوم الحدیث

قرآن مجید کے بعد احادیث نبویہ اسلامی قانون سازی میں حجیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ سورۃ النجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰىo اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰىo

اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے بلکہ اُن کا ارشاد سراسر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہےo

اسی طرح سورۃ الحشر کی آیت نمبر ے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا.

اور جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو۔

ان آیات مبارکہ اور دیگر بے شمار نصوصِ قرآنیہ سے حدیث و سنت کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث قرآن کے لیے تشریح کا درجہ بھی رکھتی ہے اور الگ سے تشریعی درجہ بھی۔ ہر دو صورتوں میں اس کی اہمیت و افادیت مسلمہ ہے۔

حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے آغاز میں واضح فرما دیا تھا کہ یہ دورہ متون الحدیث کا نہیں بلکہ علوم الحدیث کا ہے۔ اس تین روزہ دورۂ علوم الحدیث کے موضوعات درج ذیل تھے:

۱۔ سہ روزہ دورہ علوم الحدیث کے پہلے روز **مصطلحات الحدیث، أقسام الحدیث اور الحدیث الصحیح** کو موضوعِ سخن بنایا تھا۔ اگرچہ بظاہر یہ اِصطلاحات عام ہیں تاہم ان کی صرف وہ اَبحاث لی گئیں جو بالعموم پڑھی پڑھائی نہیں جاتیں۔

۲۔ دوسرے روز **مراتب الحدیث الصحیح، عدم استیعابہ فی الصحیحین اور الحدیث الضعیف** جیسے موضوعات کو زیر بحث لایا۔

۳۔ سہ روزہ دورہ علوم الحدیث کے آخری روز **حکم الحدیث الضعیف**، مراتبِ سنن اَربعہ اور **قواعد الجرح والتعدیل** پر علمی بحث کی گئی۔

حجۃ المحدثین مدظلہ العالی نے یہ اور ان جیسی دیگر ضروری فنی مباحث و اَحکام کے ذیل میں ایسے نادر اور اچھوتے نکات بیان کیے کہ حاضرین میں موجود تیس چالیس سال سے علوم الحدیث پڑھانے والے اَجل اساتذہ اور شیوخ الحدیث نے بھی برملا اِظہار کیا کہ ہمارے لیے یہ تمام اَبحاث اور معلومات بالکل نئی ہیں اور ہم اس کا بہت قلیل حصہ پہلے جانتے تھے۔ انتہائی دقیق اَبحاث کو جس نظم اور اجمال و اِکمال سے حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بیان فرمایا یہ انہی کا خاصہ ہے۔

یہاں چند سطور میں ان دروس کا خلاصہ بیان کرنا تو ممکن نہیں ہے۔ اس کا حق تو اُسی صورت میں ادا ہوسکتا تھا کہ براہِ راست حجۃ المحدثین کی صحبت و سنگت میں رہتے ہوئے اِس سہ روزہ دورہ میں شرکت کرکے یہ جمیع علوم سیکھے جاتے۔ البتہ ہم دیگ میں سے چند دانے کے مصداق اِجمالی طور پر صرف چند نکات یہاں بیان کرنے پر اِکتفا کریں گے تاکہ پڑھنے والوں کی پیاس بڑھے اور وہ نہ صرف ان دروس کی ریکارڈنگز سن کر مزید اِستفادہ کریں بلکہ آئندہ سالوں میں ہونے والے دورہ

جات کے لیے بھی بروقت رجسٹریشن کروائیں۔

حدیث کی تعریف کرتے ہوئے حجۃ المحدثین نے فرمایا کہ وہ بات جو قولاً، فعلاً یا تقریرًا حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کی جائے یا اُس میں آپ ﷺ کا کوئی وصفِ خُلقی یا وصفِ خَلقی بیان ہو حتیٰ کہ آپ ﷺ کا خواب بھی حدیث ہے۔ اس پر متعدد احادیث مبارکہ سے تفاصیل اور اَمثلہ بھی بیان کی گئیں۔ ابن الاکفانی کی کتاب 'ارشاد القاصد' کا حوالہ دیتے ہوئے علم الحدیث کے دو حصے بیان کیے۔ ایک روایت کے ساتھ خاص ہے جب کہ دوسرا درایت کے ساتھ خاص علم ہے۔ روایت حضور نبی اکرم ﷺ کے اَقوال و اَفعال اور تقریرات کو آگے بیان کرنے کا علم ہے جبکہ درایت میں روایت کی حقیقت، شرائط، اَقسام، اَحکام اور راویوں کے اَحوال وغیرہ زیر بحث آتے ہیں۔

حدیث کی اقسام بیان کرتے ہوئے انتہائی جامعیت و اِختصار کے ساتھ ایک ہی قسم کے کئی درجات جیسے صحیح، حسن، ضعیف، مرسل، معضل، منقطع، منکر اور موضوع وغیرہ کا بیان کیا گیا اور انہیں عام فہم بنانے کے لیے مثالوں سے واضح کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حدیث متواتر محدثین کی مباحث میں سے نہیں ہے کیونکہ جب خبر متواتر علم یقینی کا فائدہ دے رہی ہو تو اُس کی سند پر بحث نہیں کی جاتی۔ خبر الآحاد محدثین کی مباحث میں سے ہے کیونکہ خبر واحد اگر محدثین و ائمہ اصول الحدیث کی وضع کردہ شرائط پر پوری اُترتی ہو تو مقبول ہوگی اور اگر شرائطِ صحت پر پوری نہ اُترتی ہو تو مردود۔

آپ نے حدیث مردود کے بارے میں فرمایا کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر وہ حدیث جو مردود یا ضعیف ہے، اسے حجت نہیں مانا جائے گا۔ بعض اوقات ضعیف حدیث کسی اور طریق سے روایت ہونے کے بعد مقبول کے درجے میں آجاتی ہے۔

حدیث غیر صحیح کا مطلب ہے کہ شرائط صحت میں تھوڑی کمی کی وجہ سے یہ حدیث صحیح کے درجے سے نیچے حسن ہے یا ضعیف۔ اس کا کبھی یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اب یہ حدیث موضوع ہوگئی ہے۔

حدیثِ ضعیف کی چالیس سے زائد اقسام ہیں۔ غیر مقبول حدیث کی تمام اقسام میں سے صرف 'موضوع' اور 'متروک' ناقابلِ قبول ہیں۔ باقی تمام اقسام اپنی شرائط کے ساتھ قابلِ قبول ہیں۔ علوم الحدیث کی پوری تاریخ میں کسی بھی محدث نے ضعیف کو حدیث کی اقسام سے خارج نہیں کیا۔ البتہ انہوں نے موضوع کو حدیث کی قسم نہیں لکھا۔ اگر حدیث ضعیف مطلقاً مردود ہوتی تو پھر ائمہ و محدثین حدیث کی صرف دو قسمیں لکھتے اور ضعیف کو قسم نہ بناتے۔

حدیثِ ضعیف کے مختلف درجات کو روز مرہ کی مثالوں سے واضح کرتے ہوئے فرمایا: جس طرح مریض کے کئی درجات ہیں مثلاً زکام اور معمولی بخار والا بھی مریض ہے اور ٹی بی، ہیپاٹائٹس اور کینسر کے آخری مرحلے والا بھی مریض ہی کہلاتا ہے۔ ہر درجے کے مریض کا علاج ہوتا ہے سوائے اُس کے جو وفات پا جائے۔ کیونکہ جو فوت ہو جائے اُسے مریض نہیں بلکہ میت کہیں گے۔ ایسے ہی ضعف کے اعتبار سے ضعیف حدیث کی مختلف اقسام ہیں جو سب کی سب علاج ہونے کے بعد مقبول کے درجے پر آجاتی ہیں سوائے حدیث موضوع کے کہ اُس کا علاج ممکن نہیں، لہٰذا وہ متروک ہے۔

حدیث صحیح پر بات کرتے ہوئے شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے فرمایا کہ صحیح حدیث وہ ہے جس میں محدثین کی وضع کردہ شرائط صحت پائی جائیں نہ کہ وہ جو 'صحیح بخاری'، 'صحیح مسلم' یا صرف صحاح ستہ میں پائی جائے۔ آپ نے ائمہ و محدثین کے بیان کردہ صحیح حدیث کے سات مراتب اور درجات بھی بیان کیے۔اس میں دلچسپ امر یہ ہے کہ آپ نے ان درجات کو محلِ نظر قرار دیا اور مثالوں سے اپنے موقف کی وضاحت کی۔

اَصحیت (صحیح ہونے) کا معیار کتاب یا متن پر نہیں بلکہ سند پر ہوتا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتاب کے طور پر 'صحیح بخاری' کا درجہ پہلا ہے اور 'صحیح مسلم' کا اس کے بعد، لیکن اگر کسی حدیث پر اِنفرادی حیثیت میں حکم لگانا ہو تو پھر سند کے اعتبار سے امام بخاری کی روایت کے علاوہ کسی بھی امام کی روایت اَصح ہوسکتی ہے۔ اسی لیے اَصحیت کا حکم اَغلبیت و اکثریت کی بنیاد پر لاگو ہوتا ہے۔ فی زمانہ احادیث کی اَصحیت کو 'صحیح بخاری' اور 'صحیح مسلم' میں مقید کر کے دراصل احادیث صحیحہ کا دروازہ بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ یہ دعویٰ تو امام بخاری و مسلم

نے خود بھی نہیں کیا تھا اور نہ ہی انہوں نے کبھی تمام صحیح احادیث کو جمع کرنے کی ذمہ داری لی تھی بلکہ اُن سے بہت سی صحیح احادیث بیان ہونے سے رہ گئی تھیں۔

امام بخاری فرماتے تھے کہ انہوں نے چھ لاکھ صحیح احادیث میں سے اپنی ’الجامع الصحیح‘ مرتب کی ہے۔ امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ وہ تمام احادیث جو میرے نزدیک صحیح ہیں میں نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیں بلکہ صرف منتخب احادیث جمع کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل کو سات لاکھ احادیث یاد تھیں مگر اپنی ’المسند‘ میں انہوں نے صرف تیس چالیس ہزار احادیث ہی جمع کی ہیں۔ لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ صحیح حدیث وہ ہے جو محدثین کی وضع کردہ شرائطِ صحت پر پوری اُترتی ہو۔ بارہ سو سال میں کسی امام الحدیث نے حدیث کے صحیح ہونے کا ایسا قاعدہ بھی کہیں بیان نہیں کیا۔ حدیثِ صحیح کو ’صحیح بخاری‘، ’صحیح مسلم‘ یا کسی اور کتاب کے ساتھ خاص کرنے والے علوم الحدیث سے بالکل نابلد ہیں۔

حدیث ضعیف کا حکم بیان کرتے ہوئے حجۃ المحدثین نے فرمایا کہ احادیثِ ضعیفہ کو ہر امام اور محدث نے بیان کیا اور ان سے استشہاد کیا ہے۔ فضائلِ اعمال، ترغیب و ترہیب، اَخلاق و معاملات وغیرہ میں احادیثِ ضعیفہ کو تمام ائمہ نے بالاتفاق حجت تسلیم کیا ہے، حتیٰ کہ امام بخاری نے بھی اپنی دیگر کتب جیسے کتاب ’الأدب المفرد‘ وغیرہ میں ضعیف احادیث کو روایت کیا اور ان سے استشہاد کیا ہے۔ امام ترمذی نے اپنی ’السنن‘ میں چودہ ایسی ضعیف احادیث بیان کی ہیں جن پر اُنہوں نے خود حکم لگایا کہ ان پر جمہور کا عمل موجود ہے اور اِنہیں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ آپ نے اصول بیان کیا کہ حدیثِ ضعیف پر اَہلِ علم عمل کر لیں تو وہ ضعیف نہیں رہتی بلکہ صحیح یا حسن کے درجے پر آجاتی ہے۔ گویا عمل اور تلقی بالقبول سے حدیثِ ضعیف صحیح یا حسن کے درجے پر آجاتی ہے۔ امام نسائی صرف اُس ضعیف حدیث کو ترک کرتے جس کے ترک پر اجماع ہوتا تھا۔

اسی طرح حجۃ المحدثین نے کثیر اَئمہ و محدثین کے اَقوال اور ان کی کتب سے دلائل پیش کرکے ثابت کیا کہ حدیث ضعیف بالاتفاق اَخلاق و آداب، زہد و رقائق اور ترغیب و ترہیب کے باب میں مقبول ہے؛ البتہ احکام اور عقائد کے باب میں قبول نہ ہوگی۔ لیکن اگر احکام کے باب میں کوئی صحیح یا حسن حدیث موجود نہ ہو تو پھر حدیثِ ضعیف اَحکام کے باب میں بھی قابلِ حجت ہوگی۔ یہ مذہب امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا ہے۔

حجۃ المحدثین نے سننِ اَربعہ کے مراتب بھی بیان کیے۔ اس ضمن میں خصوصی طور پر امام ابوداود کے الرسالة إلى أهل مكة سے اَصل حوالہ جات دیے گئے۔ نیز امام سیوطی کی سنن النسائی پر شرح زهر الرّبى على المجتبىٰ بھی quote کی گئی۔ ان کتب کی عبارات سے یہ حقیقت اَلم نشرح کی گئی کہ ہر امام نے اپنی اپنی کتاب کا اُسلوب اور معیار خود واضح کیا ہے۔ لہٰذا صحیح احادیث کو صرف ’صحیح بخاری‘ اور ’صحیح مسلم‘ کے ساتھ کسی صورت مختص نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا کرنا سراسر جہالت پر مبنی ہوگا۔

قواعد الجرح و التعدیل پر گفت گو کرتے ہوئے حجۃ المحدثین نے ایسے ایسے نکات واضح کیے کہ حاضرین میں سے کوئی بھی داد و تحسین دیے بغیر نہ رہ سکا۔ ائمہ کی جرح و تعدیل کو علم الجرح والتعدیل کے اُصولوں پر پرکھا جائے گا۔ اگر اُصول منطبق ہوں تو وہ جرح و تعدیل قبول ہوگی ورنہ ردّ کر دی جائے گی۔ معاصرانہ جرح مقبول نہیں ہوگی۔ نیز اہل تجریح و تعدیل کے طبقات، جرحِ مبہم و مفسر اور معاصرین کی باہم جرح کے مقبول و غیر مقبول ہونے کے ضوابط بھی بیان کیے گئے۔ اِس ضمن میں امام اَعظم ابوحنیفہ، امام بخاری اور دیگر ائمہ کی حیات سے چشم کشا مثالیں بیان کرتے ہوئے انتہائی مختصر وقت میں علم الجرح و التعدیل کا موضوع اس طرح واضح کیا گیا کہ شرکاء مجالس عش عش کر اُٹھے۔

آخر میں حجۃ المحدثین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے شرکاء کو چند مواعظ و نصائح بیان کیں کہ اپنے اندر علمی ثقاہت پیدا کریں، اپنی گفت گو کو علمی دلائل سے مزین کریں، دلوں میں وسعت پیدا کریں، علمی اختلاف کریں مگر اِحترام ختم نہ کریں؛ جس کے فتویٰ سے چاہیں اتفاق کریں یا اختلاف مگر فتویٰ کو مذہب یا مسلک نہ بنائیں۔ کیونکہ فتویٰ کسی ایک شخص کا قول و اجتہاد ہوتا ہے جو کسی صورت مذہب یا مسلک نہیں ہو سکتا۔ فرد کے اِجتہاد سے اختلاف کیا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا

کفر نہیں کہلاتا۔ لہٰذا آپ اگر کسی کا فتویٰ چھوڑ بھی دیں تو کوئی حرج نہیں مگر احترام نہ چھوڑیں۔ اسلاف کی تعظیم کریں اور معاصرت کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچائیں کیونکہ اکثر ہم عصر ایک دوسرے کے لیے حسد کی برائی میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ لہٰذا دل ودماغ میں وسعت پیدا کریں، ہر کسی کو فتویٰ کی کلہاڑی سے ذبح نہ کریں، کسی ایک موضوع یا مسئلہ پر اختلاف سے کوئی شخص ہرگز ہرگز دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اِس وطیرہ کی حوصلہ شکنی کریں۔ احکامِ شریعت کی پابندی کریں، نفلی عبادات کا اہتمام کریں اور اپنے آپ کو اَخلاقِ حسنہ سے مزین کریں کہ اِس سے علمی نور پیدا ہوگا۔

دورہ کے آخری روز پروگرام کے آخر میں حجۃ المحدثین مدظلہ العالی نے شرکاء کو اپنی اسانید واجازات دیں تاکہ وہ قدیم ائمہ کے اُسلوب پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تسلسل اور سند کے ساتھ علم کا نور دوسروں کو منتقل کریں۔

تأثرات علماء ومشائخ

مجلّہ کی کاپیاں پریس میں جانے کے لیے بالکل تیار ہیں۔ لہٰذا قلتِ وقت اور اِختصار کے پیش نظر ہم ذیل میں شرکاء سہ روزہ علوم الحدیث میں سے صرف چند ایک تأثرات بیان کریں گے۔ اِن شاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں اس پر تفصیلی مضمون قلم بند کیا جائے گا۔

۱۔ شیخ الحدیث مفتی محمد فاروق (جامعہ حامدیہ رضویہ، کراچی)

جامعہ حامدیہ رضویہ کراچی کے شیخ الحدیث مفتی محمد فاروق نے آخری نشست میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ

میری خوش نصیبی کہ میں نے ان عظیم علمی نشستوں میں شرکت کی اور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب سے اکتسابِ فیض کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اساتذہ اور شیوخ الحدیث جس فن کو ساری زندگی پڑھتے پڑھاتے رہے اور خدمت حدیث میں مشغول رہے، انہیں بھی بعض اوقات مصطلحاتِ حدیث پڑھاتے ہوئے توقف کرنا پڑتا ہے، لیکن شیخ الاسلام نے جس تسلسل، جامعیت اور حسنِ اُسلوب کے ساتھ دورہ علوم الحدیث پڑھایا اس سے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آپ نے ساری زندگی علوم الحدیث کی تدریس کے علاوہ کوئی دوسرا کام ہی نہیں کیا۔ یہ آپ ہی کا مقام ہے اور دربارِ رسالت مآب ﷺ میں آپ کی پذیرائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جس فن پر کلام کرتے ہیں کمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دور میں علوم قرآنیہ کے ساتھ علوم الحدیث کے لیے بھی چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم فرمائے اور ہمیں ان سے اکتسابِ فیض کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

۲۔ ڈاکٹر شمس الرحمٰن شمس (امپیریل یونیورسٹی لاہور)

امپیریل یونیورسٹی لاہور کے شعبہ اسلامیات کے ڈاکٹر شمس الرحمٰن شمس نے دورہ علوم الحدیث کے بارے اپنے تأثرات کا اظہار کچھ یوں کیا:

عالم اسلام کی نابغہ روزگار ہستی، پاکستانی مسلمانوں کی پوری دنیا میں ترجمانی کرنے والے ممتاز دینی وروحانی رہنما شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی شخصیت میں دینی اور قومی جذبات اتنے زیادہ ہیں جن کا تذکرہ کیے جانے کا موقع نہیں۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ علوم الحدیث ہم

اِنتباہ! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر ہاؤسنگ سوسائیٹیز میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت نہیں ہے۔ لہٰذا احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

پڑھتے رہے اور اکثر شرکاء و علماء بھی پڑھتے رہے لیکن جن علمی نکات کی طرف حضور شیخ الاسلام نے اشارہ فرمایا یہ ہمارے لیے ایک نئی تحقیق ہے۔ یہ کمال ایک مجدد کا ہی ہے۔ علوم الحدیث کا دورہ کر کے تشنگان علوم دینیہ کی علمی پیاس بجھانے کا جو ساماں کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جس پر علماء منہاج القرآن علماء کونسل کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ آج اس بزم میں علوم الحدیث کو سالوں پڑھانے والے حضرات شیوخ الحدیث فرماتے ہیں کہ حضور شیخ الاسلام کی علمی مجلس میں بیٹھ کر بغداد اور عراق میں اسلاف کی علمی مجالس کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔ اور ہم اپنے لیے اس علمی مجلس میں بیٹھنا اور حضور شیخ الاسلام کی شاگردی کا اعزاز حاصل کرنا نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کی برکت اور وسیلہ جلیلہ سے قبلہ شیخ الاسلام کو صحت و سلامتی کے ساتھ طویل زندگی نصیب فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت امت مسلمہ کے سر پر قائم رہے۔ آمین۔

۳۔ علامہ ظہور احمد فیضی

جس جامعیت کے ساتھ اِصطلاحاتِ محدثین، حدیث کی اَقسام، ایک ہی قسم کے کئی درجات؛ صحیح، حسن، ضعیف، مرسل، معضل، منقطع، منکر اور موضوع وغیرہ کی تعریف اور قریب الفہم بنانے کے لیے ان کی اَمثلہ، جرح و تعدیل، اہل تجریح و تعدیل کے طبقات، جرح مبہم و مفسر، معاصرین کی باہم جرح کے مقبول وغیر مقبول ہونے کے ضوابط، حدیث ضعیف کی چالیس سے زائد اقسام اور ان میں کتنی اقسام قابل عمل ہیں اور کتنی نہیں، بعض صورتوں میں حدیث ضعیف کا احکام میں بھی قابل حجت ہونا وغیرہ جیسے دقیق اُمور کو جس اِجمال اور پھر اِکمال سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری حفظہ اللہ نے بیان فرمایا یہ انہی کا کام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سہ روزہ دورہ علوم الحدیث اپنی افادیت وتاثیر کے لحاظ سے سالانہ دورے پر فائق رہے گا۔ ان شاء اللہ یہ بیان موجودہ ذرائع ابلاغ سے جوں جوں پھیلتا جائے گا توں توں علماء وطلباء کی لائبریریوں میں یہ غیر مانوس کتب بھی آتی جائیں گی، کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے اس غیر مانوس موضوع کو مانوس و دل چسپ بنا دیا ہے۔ ❁❁❁❁❁

﴿بقیہ: الفقہ﴾

صحابہ کرام ﷺ اٹھتے بیٹھتے آقائے دوجہاں ﷺ کے جلوے دیکھتے، آقا ﷺ کے گن گاتے، نظم و نثر میں آپ ﷺ کے فضائل و مناقب سنتے سناتے تھے اور میلاد میں یہی کچھ تو بیان ہوتا ہے۔

سیرت طیبہ کی کوئی معتبر کتاب پڑھیے، بخاری، مسلم، سنن اربعہ اور دیگر مستند کتب احادیث میں ''فضائل سید المرسلین'' کا باب، شعر و شاعری کا باب نکال کر دیکھیے، یہی عیاں ہوتا ہے کہ محفل میلاد میں وہی کچھ بیان ہوتا ہے جو سرکار ﷺ کے سامنے ہوتا تھا۔ صحابی تو دور کی بات کوئی قابل ذکر امام، مصنف، محدث، فقیہہ اور قابل ذکر عالم ایسا نہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے میلاد، ولادت اور فضائل کا ذکر نہ کیا ہو حتی کہ مولانا تھانوی صاحب کی کتاب ''نشر الطیب''، مودودی صاحب کی ''تفہیم القرآن'' کی آخری جلد، ''سیرت سرور عالم''، مولانا ادریس کاندھلوی کی ''سیرت المصطفیٰ'' میں بھی یوم میلاد النبی ﷺ کو عید کا دن (خوشی کا دن) ہی قرار دیا گیا ہے۔

اس موضوع پر مزید تفصیلات کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی درج ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے:

1۔ میلاد النبی ﷺ
2۔ المولد عند الائمۃ والمحدثین
3۔ کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟
4۔ معمولاتِ میلاد
5۔ اربعین: میلاد النبی ﷺ: احادیث مبارکہ کی روشنی میں (فرحة القلوب في مولدا لنبی المحبوب ﷺ)
6. Mawlid-al-Nabi ﷺ: celebration and permissibility
7. Is celebrating Mawlid-al-Nabi Bid'a?
8. The celebration of Mawlid-al-Nabi ﷺ According to the Imams & Hadith scholars

❁❁❁❁❁

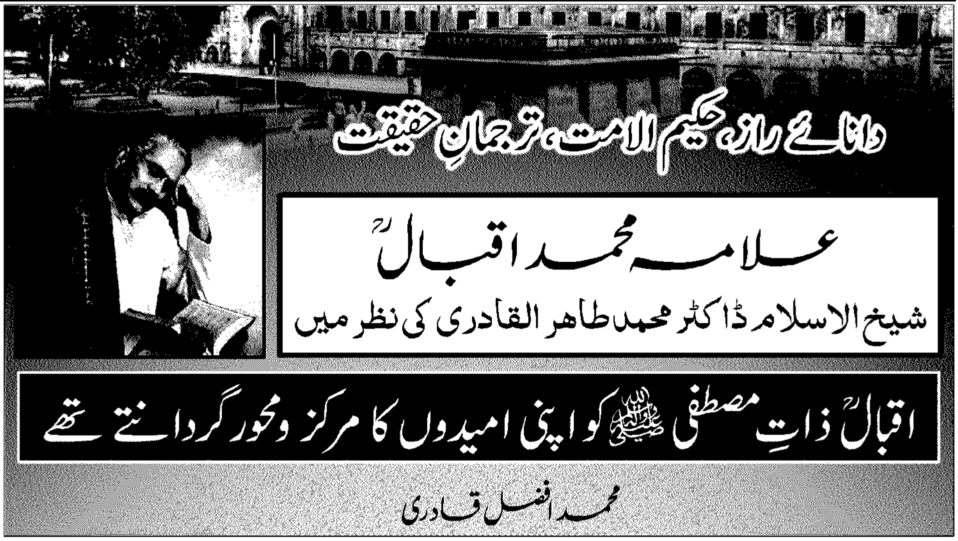

حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال محض ایک شاعر، فلسفی اور مفکر ہی نہیں تھے بلکہ آپ دانائے راز اور ترجمانِ حقیقت بھی تھے۔ دین کا حقیقی فہم، تاریخ اسلام پر عمیق نظر، مذاہب عالم اور اقوام وملل کے وسیع مطالعہ اور معروضی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے۔ قدرت نے انہیں ایسی بصیرت اور حکمت و دانائی عطا فرمائی تھی کہ آپ کے آئینہ دل پر ایامِ فردا کی تصویر پہلے ہی عیاں ہو جاتی تھی۔ اس خداداد بصیرت سے آپ نے مسلمانانِ عالم کی نہ صرف فکری ونظریاتی رہنمائی کی بلکہ عملی سطح پر بھی ان کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔

حکیم الامت کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اربابِ فکر و دانش اور صاحبانِ ذوق اپنے اپنے انداز میں خراجِ تحسین پیش کرتے رہے ہیں، ذیل میں ہم شاعر مشرق کی شخصیت کے چند پہلوؤں پر نابغہ روز گار، محققِ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خیالات سپردِ قلم کرتے ہیں۔

عقیدہ وتہذیب کو ترجیح

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے دینی رسوخ اور عقیدہ و ایمان کی پختگی کا یہاں سے اندازہ لگائیں کہ آپ نے مسلمانوں کے جغرافیائی تشخص کی شدید خواہش کے باوجود، جغرافیائی وفاداری کے مادی تصور کے بجائے عقیدہ و مذہب کو ترجیح دی۔ وہ ایک ایسی آزاد ریاست چاہتے تھے جہاں دین اپنی حقیقی روح کے ساتھ کارفرما ہو۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری علامہ اقبال کی اس فکر کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

’’علامہ اقبالؒ نے قوم اور ملت کی تشکیل کے لئے جغرافیائی وفاداری کا مادی تصور رد کر دیا تھا اور اس کی جگہ جینے اور مرنے کے لئے عقیدہ، تہذیب اور تاریخی روایات کو منتخب کیا۔ وہ امت مسلمہ کو ایک نظریاتی قوم کے طور پر زندہ دیکھنا چاہتے تھے۔ علامہ کے نزدیک سب سے اہم چیز آدمی کا عقیدہ، اس کی تہذیب اور تاریخی روایات ہیں، نہ کہ وہ زمین کا ٹکڑا جس کے ساتھ عارضی طور پر روح انسانی کا رابطہ ہوگیا ہو۔‘‘

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقبال کا خواب اور آج کا پاکستان: ۷)

ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاست میں اسلامی فکر کی نفوذ پزیری اقبال کے نزدیک کتنی اہم تھی، اس کا اندازہ اس خط سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے ۵ دسمبر ۱۹۲۸ء کو میر سید غلام بھیک نیرنگ کے نام لکھا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اگر ہندوستان میں مسلمانوں کا مقصد سیاسیات سے محض آزادی اور اقتصادی بہبود ہے اور حفاظتِ اسلام اس مقصد کا عنصر نہیں ہے، جیسا کہ آج کل کے ’قوم پرستوں‘ سے معلوم ہوتا ہے، تو مسلمان اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔‘‘ (اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال، شیخ عطاء اللہ: ۱۹۶)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

(علامہ محمد اقبال، بانگ درا: ۲۱۳)

شیخ الاسلام کے نزدیک علامہ اقبالؒ اس خطہ ارضی پر معرض وجود میں آنے والی نئی ریاست کو ایک اسلامی اور فلاحی ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے۔ ایسی ریاست جس میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہو اور اس میں بسنے والی قوم ایک نظریاتی قوم ہو۔ چنانچہ وہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح کے نام خط میں لکھتے ہیں:

''اسلامی شریعت کے گہرے اور دقیق مطالعے اور طویل غور وفکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ معاشی مسئلے کا حل صرف اسلامی آئین کا نفاذ ہے۔ اگر اس آئین کو کما حقہ سمجھ کر نافذ کر دیا جائے تو کم از کم ہر ایک کا حق معیشت محفوظ ہو سکتا ہے لیکن اس ملک میں جب تک ایک آزاد مسلم ریاست یا مسلم ریاستیں معرض وجود میں نہیں آئیں گی۔ اسلامی شریعت کا نفاذ ممکن نہیں ہو سکتا۔ سال ہا سال سے میرا یہ عقیدہ ہے اور میں اب بھی اس کو مسلمانوں کی روٹی اور ہندوستان کے امن و امان کا بہترین حل سمجھتا ہوں کہ مسلمان ایک الگ ریاست قائم کریں اور اس میں اسلامی شریعت کو نافذ کر دیا جائے۔''

شیخ الاسلام فکرِ اقبال سے روگردانی کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''علامہ اقبالؒ نے جس پاکستان کا خواب دیکھا تھا اور قیام پاکستان کے لئے جن مقاصد کا تعین کیا تھا، طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اس طرف کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہوئی۔ اس تاخیر کے نتیجے میں صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ اب بعض وطن دشمن عناصر نے اخبارات اور رسائل کے ذریعے یہ تاثر دینا شروع کر دیا ہے کہ قیام پاکستان کا مقصد اسلامی شریعت کا نفاذ نہیں تھا اور پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ کا نعرہ قائداعظم نے نہیں لگایا تھا۔ جدوجہد پاکستان کا مقصد محض انگریزوں کے جانے کے بعد غالب ہندو اکثریت کی غلامی سے مسلمانوں کو نجات دلا کر انہیں سیاسی اور سماجی طور پر ایک آزاد خطہ دلانا تھا۔''

شیخ الاسلام اس اسلام گریز فکر کا محاکمہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

'' وہ لوگ جنہوں نے پاکستان کی مادی تعریف کی ہے اور اس کی تہذیبی اور نظریاتی تعبیر کے آج قائل نہیں رہے، وہ نسلیں جو قیام پاکستان کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئیں اور انہوں نے فقط کتابوں اور اخبارات کے ذریعے قیام پاکستان کی تعبیر سمجھنے کی کوشش کی ہے، آج جب ان کے کان یہ سنتے ہیں کہ قیام پاکستان کسی تہذیبی، ثقافتی اور نظریاتی بنیادوں پر نہیں بلکہ فقط سیاسی، سماجی اور معاشی بنیادوں پر وجود میں آیا تو خود قیامِ پاکستان کا جواز اور اس کے لئے دی گئی لاکھوں انسانوں کی قربانیوں کا جواز محل نظر ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے خطبات واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ جس پاکستان کا تصور انہوں نے پیش کیا وہ تہذیبی اور ثقافتی طور پر ایک اسلامی، نظریاتی اور فلاحی مملکت تھا۔''

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقبال کا خواب اور آج کا پاکستان: ۶)

ایک مسلمان کے لیے دین سے وابستگی اور عقیدہ و ایمان سے تمسک کتنا اہم ہے، اس حوالے سے دانائے راز علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رگوں میں؟
تھی جس کی فلک سوز کبھی گرمیِ آواز
آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی، طائرِ دیں کر گیا پرواز
دیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر زمیں تاز
مذہب سے ہم آہنگیِ افراد ہے باقی
دیں زخمہ ہے، جمعیّتِ مِلّت ہے اگر ساز
بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گُلستاں کا ہے آغاز

(علامہ محمد اقبال، بانگ درا: ۲۵۸)

اسلامی سلطنت کے قیام کا شعور اور اقبال

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری بیان کرتے ہیں کہ حکیم

الامت علامہ محمد اقبال کی دور رس نگاہوں نے برصغیر میں ہونے والی سیاسی و جغرافیائی تبدیلیوں کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ وہ مشترکہ ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل بہت مخدوش دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اسلامیان ہند کو اپنا اور اپنی نسل کا مستقبل محفوظ کرنے کے لیے ایک الگ اسلامی سلطنت کے قیام کا مشورہ دیا۔انہوں نے قیام پاکستان سے کئی سال قبل مسلمانوں کو خبردار کر دیا تھا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اسلام فقط ایک مذہب اور روایت کے طور پر نہیں بلکہ ایک تمدنی قوت کے طور پر زندہ رہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کریں۔ شیخ الاسلام شاعر مشرق کے سیاسی نظریہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''علامہ اقبالؒ کا سیاسی مسلک ان کے اسلامی عقائد و نظریات کے تابع تھا۔ آپ ۱۹۳۰ء میں اسلامی مرکزیت کے خطے کے طور پر پاکستان کا تصور پیش کر کے جا بجا اسلامی سلطنت کے خدوخال بیان کرتے ہیں اور اسلامی قیادت کی تیاری کے لئے اسلامی تعلیمات مہیا کرتے ہیں۔

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقبال کا خواب اور آج کا پاکستان: ۶)

عالمی سازشوں بارے انتباہ

شیخ الاسلام کے نزدیک اس وقت امت مسلمہ کو کفر اور طاغوت کی عالمی سازش کے تحت قرآن و سنت سے دور رکھ کر مغربی جمہوریت کے جال میں پھنسا دیا گیا ہے۔ سرمایہ دارانہ جمہوریت اور تجارتی سیاست کے متعلق یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ یہ اسلام کے عین مطابق ہے۔ علامہ اقبالؒ اس کے مکروہ چہرے سے بھی پردہ اٹھاتے ہیں اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے خواب غفلت سے بیدار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آھو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
دستِ دولت آفریں کو مُزد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکوٰۃ
نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کے بنائے مسکرات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

(علامہ محمد اقبال، بانگ درا: ۲۷۶)

اقبال اور دین و سیاست کی یکجائی کا تصور

شیخ الاسلام دین اور سیاست کے باہمی تعلق پر اقبال کے نظریات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علامہ اقبالؒ دین اور سیاست کی دوئی کو رد کرتے ہیں اور اسے چنگیزی سے تعبیر کرتے ہیں۔ جب بھی وطن کے جغرافیائی بنیادوں پر معرض وجود میں آنے اور قوم و ملت کے وطنیت کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے کی بات ہوتی تو علامہ اقبالؒ اس کی مخالفت کرتے اور اسے امت مسلمہ کے خلاف سازش قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دین کے لئے نامرادی
دوئی چشم تہذیب کی نابصیری

(علامہ محمد اقبال، بال جبریل: ۱۲۲)

دین و سیاست میں دوئی کے بھیانک نتائج کا ذکر کرتے ہوئے حکیم الامت فرماتے ہیں:

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہوں دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

(علامہ محمد اقبال، بال جبریل: ۵۰)

فکر اقبالؒ کا امتیازی پہلو- قدیم و جدید کا حسین امتزاج

شیخ الاسلام کی نظر میں علامہ اقبالؒ کی فکر و نظر قدیم بھی ہے اور جدید بھی، نہ وہ ایسے تجدد کو پسند کرتے ہیں جو ہمارے سرمایہ ایمان کو اسلاف سے کاٹتا ہو اور نہ دینِ ملا کے جمود کے حامی ہیں جس کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کا تحرک رک جائے۔ وہ ایسی ہر سوچ کی مخالفت کرتے ہیں جس سے ارتقاء کا سلسلہ بند ہو جائے اور امت جدید مسائل کے مطابق اجتہادی صلاحیتوں کے ساتھ اسلام کا حل پیش کرنے کی بجائے چار،

پانچ صدیاں پیچھے چلی جائے۔ علامہ اقبالؒ کی حیثیت یہ تھی کہ ان کا ایک ہاتھ قدیم پر تھا اور ایک ہاتھ جدید پر تھا۔ وہ حرف رابطہ تھے، وہ دین مصطفویﷺ کا فیض مدینے سے لے کر امت مسلمہ کو یورپ سے بہتر روشنی دے رہے تھے۔

فلسفۂ اقبال اور تصورِ عشق

حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے اپنے سحر آفریں کلام کے ذریعے افرادِ امت میں عشق وجنوں اور درد وسوز کے جذبات پیدا کیے ہیں۔ علامہ اقبال کے تصورِ عشق کی حقیقت پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

''اقبال کے نزدیک عشق ہرگز ایسا جذبہ نہیں جو انسان کے فکر وعمل کی قوتوں کو مضمحل یا مفلوج کر کے رکھ دے۔ اسی طرح اقبال اس کیفیت کو بھی عشق تصور نہیں کرتا جو انسانی زندگی کو جہدِ مسلسل کی تلخیوں سے راہ فرار اختیار کرنے کی ترغیب دے بلکہ اقبال کے ہاں عشق اس جذبے اور کیفیت کا نام ہے جو اگر فردِ واحد کے وجود میں سرایت کر جائے تو اس کی اقلیم زندگی میں انقلاب برپا کر دے اور اگر اس کا پرتو معاشرے کی اجتماعی زندگی پر پڑ جائے تو اس کے فکر وعمل کے دھاروں کو بدل کے رکھ دے۔''

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقبال اور تصور عشق: ۱۱)

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹّی کی تصویروں میں سوزِ دم بہ دم
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گُل میں جس طرح بادِ سَحَر گاہی کا نَم

(علامہ محمد اقبال، بال جبریل: ۴۴)

اقبال اور ذات مصطفیٰﷺ سے والہانہ عقیدت

شیخ الاسلام کے نزدیک علامہ اقبال ذات مصطفیٰﷺ کو اپنی امیدوں کا مرکز ومحور گردانتے تھے۔ اقبال کے نزدیک خلق انسانی سفر کا آغاز ہے اور تقدیر اس کی صورت گری ہے جب کہ ہدایت حیاتِ انسانی کے سفر کی انتہائی منزل ہے۔ تاہم یہ سب کچھ محض ابتداء ہے لیکن جب ارتقائے انسانیت کا سفر اپنے نقطۂ کمال کو پہنچتا ہے تو وہ وجودِ مصطفویﷺ کا روپ دھار لیتا ہے۔ علامہ اقبال اس مضمون کو اپنے اس شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است
رحمۃ للعالمینی انتہا است

وجودِ مصطفویﷺ فکر انسانی کی معراج ہے اور عمل انسانی کا نقطۂ کمال بھی۔ اس لیے اقبال کے نزدیک اتباع مصطفویﷺ کا حصول اس ذاتِ ستودہ صفات کے اندر فنا ہوئے بغیر میسر نہیں آ سکتا۔ اقبال مرد مومن کو اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بولہبی است

شیخ الاسلام مذکورہ شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:

اقبال دراصل مرد مومن سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تو اپنی ہستی کو وجودِ مصطفویﷺ میں اس طرح فنا کر دے کہ نہ تو تیرا انفرادی تشخص نسبت مصطفویﷺ کے بغیر باقی رہے اور نہ ہی تیرا قومی وملی امتیاز۔ تو جہاں کہیں بھی جائے مصطفوی ہونے کے ناطے پہنچانا جائے۔ کیونکہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نہ صرف فرد کا امتیاز انفرادی وجود بلکہ قوموں کا جداگانہ تشخص بھی نسبت مصطفویﷺ سے وابستگی کا مرہون منت ہے اور اگر وہ اس سے مستغنی و بیگانہ ہونے کی کوشش کریں گے تو پھر ان کی بقا مبدل بہ فنا ہوجائے گی کیونکہ بقول اقبال:

تا شعارِ مصطفٰی از دست رفت
قوم را رمز بقا از دست رفت

تاریخ اسلام کے اوراق پر نظر ڈالیے تو دکھائی دے گا کہ قومیں اور ملتیں اُس وقت تک زندہ رہیں جب تک کہ وہ دہلیز مصطفویﷺ کی دریوزہ گری کرتی رہیں اور جب وہ بدبختی کی وجہ سے درِ مصطفویﷺ سے بے نیاز ہوگئیں تو گردش لیل ونہار نے انہیں نظر انداز کر کے قعر مذلت میں دھکیل دیا اور پھر بولہبی ان کا مقدر بن گئی۔

اقبالؒ اور بارگاہ رسالت مآبﷺ سے استغاثہ

اقبال حضور نبی اکرمﷺ سے جنوں کی حد تک محبت کرتے تھے۔ وہ معاملاتِ حیات میں رہنمائی اور استعانت کے لیے ہمیشہ بارگاہ مصطفیٰﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ شیخ الاسلام اقبال کا

حضور ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''علامہ اقبالؒ ہر طرف سے پریشان ہو کر سوچتے ہیں کہ وہ اپنے خواب کی تعبیر کے لئے کہاں جائیں۔ انہیں سارے مادی، لادینی افکار و نظریات اور تہذیب و ثقافت کے تصورات میں ہر طرف گھناؤنا پن نظر آتا ہے۔ وہ اپنے خواب کی خوبصورت تعبیر کے لئے دربار رسالت میں عرض کرتے ہیں:

تو اے مولائے یثرب! آپ میری چارہ سازی کر
میری دانش ہے افرنگی، میرا ایمان ہے زُنّاری

امت مرحومہ کے احیاء کے لیے روح محمد ﷺ سے استمداد کرتے ہوئے پکارتے ہیں:

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چیز ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روح محمد ﷺ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

(علامہ محمد اقبال، ضربِ کلیم: ۶۱)

شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے فکرِ اقبال کا محض فکری و نظریاتی سطح پر مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ تحریک منہاج القرآن کی صورت میں اس حیات آفریں فکر کا عملی اظہار بھی کیا ہے۔ وہی جذبہ، ولولہ، امنگ، تڑپ اور عشق و جنوں کے جذبات جو فکر اقبال کا طرہ امتیاز تھے آج شیخ الاسلام نے لاکھوں لوگوں پر پھونک کر اُن کے عروقِ مردہ میں زندگی کی لہر دوڑا دی ہے۔ آج جب تحریک کے توسل سے مشرق و مغرب میں اقبال کے پیغامِ امن و آشتی کا پرچار ہوتا ہے تو یقیناً روحِ اقبال سکون و راحت محسوس کرتی ہوگی۔ ❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محمد وسیم افضل قادری منہاجین (سیکرٹری DFA) کی دادی جان اور ماموں جان، محترم چوہدری ریاست علی چدھڑ کے ہم زلف محترم نور محمد گوندل (چک بھٹی)، محترم محمد اشتیاق حنیف مغل (ناظم لاہور) کے ماموں، محترم حافظ عابد بشیر قادری (ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشن منہاج القرآن) کے ماموں محترم محمد اقبال (سیالکوٹ)، محترم نور آصف قادری (پروٹوکول) کے خالو محترم محمد حنیف (گوجرہ)، محترم محمد اعجاز مغل (مریدکے) کی بھابھی اور محترم محمد شہباز مغل کی اہلیہ، محترم حکیم محمد ظفر اقبال (امیر تحریک منہاج القرآن کوٹ مومن) کی والدہ، محترم مہر عبدالستار (کوٹ مومن) کے چچا، محترم حاجی محمد یاسین (کوٹ مومن) کے ماموں، محترم محمد یونس (کوٹ مومن) کے بہنوئی، محترم چوہدری محمد بشیر (کوٹ مومن)، محترم مہر محمد بشیر ہرل (کوٹ مومن) کی والدہ، محترم ملک محمد انور (بجن، کوٹ مومن) کے والد، محترم میاں مختار احمد (بجن، کوٹ مومن) کے والد، محترم پیر مختار احمد بدر (سابقہ امیر منڈی بہاؤالدین) کی والدہ، محترم چوہدری ثناء اللہ (چورنڈی منڈی بہاؤالدین) کے ماموں، محترم ماسٹر محمد یونس فاروقی (علی پور چٹھہ) کا بھانجا، محترم محمد کاشف (نائب صدر پی پی 134) کی اہلیہ، محترم چوہدری سعید سہیول (بدوملہی) کا بھانجا محترم انس بھلی، محترم حافظ سلیم اللہ (جلال پور بھٹیاں) کے بہنوئی، محترم طاہر بشیر رندھاوا (راہنما منہاج القرآن چونڈہ سیالکوٹ)، محترم پیر سید فضل حسین شاہ بخاری (TMQ لودھراں کے سرپرست)، محترم علامہ یوسف انجم شاہ بخاری (ناظم UC TMQ ترلائی۔ اسلام آباد) کے والد محترم سید داؤد حسین شاہ، محترم صوفی محمد نیاز (UC بری امام) کا جواں سال بیٹا، محترم محمد سلیم کمبوہ (صدر MSM تحصیل مریدکے) کے والد محترم عبدالرحمٰن اور محترم ملک شبیر احمد اعوان (سہوترہ۔ پنڈ دادنخان) کے والد محترم ملک اورنگ زیب نمبردار قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

الہدایہ کیمپ یو کے 2017

اسلام دہشت گردی کی ہر شکل کی نفی کرتا ہے

انتہا پسند گروپ قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا کیلی یونیورسٹی UK میں سہ روزہ کیمپ سے خطاب

رپورٹ
آصف ایچ ملک

تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام اہم ملی و بین الاقوامی ایشوز کے ضمن میں نوجوانوں میں شعور اجاگر کرنے کے حوالے سے الہدایہ پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا جس کے پہلے کامیاب کیمپ کا انعقاد ناروے اور دوسرا سہ روزہ کیمپ 26 تا 28 اگست 2017 کیلی یونیورسٹی انگلینڈ میں ہوا۔ اس کیمپ میں شریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 5 سو سے زائد برٹش مسلم نوجوانوں سے مختلف موضوعات پر خصوصی خطاب کیا۔ شیخ حماد مصطفی القادری اور سسٹر ڈاکٹر غزالہ حسن قادری خصوصی طور پر کیمپ میں شریک ہوئیں۔ سہ روزہ الہدایہ کیمپ میں دہشت گردی، انتہا پسندی کے متبادل بیانیہ پر بطور خاص لیکچرز دیئے گئے۔ 26 اگست 2017ء کو کیمپ کا باضابطہ آغاز ہوا۔ مہمانوں کی رجسٹریشن ہوئی اور انہیں پرتپاک انداز میں خوش آمدید کہا گیا۔ رجسٹریشن کے مرحلہ پر سسٹر صبیح اقبال، سسٹر زہرہ حسین و دیگر رضا کاران نے معاونت کی۔ اس کے علاوہ آدم ملک، بابر خان، حسین علی، حسین ملک نے بھی معاونت کی۔ کیمپ میں شریک ہونے والے والدین کے بچوں کی نگہداشت کیلئے ناہید سید، گلنار خان، قاسم رؤف، تنویر رؤف نے معاونت کی۔ الہدایہ کیمپ کے افتتاحی سیشن میں ممبر پارلیمنٹ مسز ناز شاہ، محمود شفیق چیئرمین رمضان فاؤنڈیشن، ظہور نیازی امیر منہاج القرآن انٹرنیشنل UK بھی مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ میڈیا کے نمائندوں کو بھی بطور خاص مدعو کیا گیا۔

ڈاکٹر زاہد اقبال، محمد شفیق نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور الہدایہ کیمپ 2017ء کی غرض و غایت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ منتظمین کیمپ نے خصوصی وقت عنایت کرنے پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اسلام کے روشن خیال تصور حیات کو متعارف کروانے اور فتنہ دہشتگردی کے بارے میں نئی نسل کو آگاہ کرنے کے حوالے سے ان کی خدمات قابل صد فخر ہیں۔ مقررین کا کہنا تھا کہ موجودہ جدید صدی میں انسانیت کے دشمن دہشتگردوں کی فکر سے آئندہ نسلوں کو بچانے کیلئے ایک موثر متبادل بیانیہ ناگزیر ہے۔ اس ابتدائی سیشن میں دہشتگردی اور انتہا پسندی کے خلاف لکھے جانیوالے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے فتویٰ پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور اس بات کا فخر سے اظہار کیا گیا کہ دہشتگردی کے رد میں یہ واحد ڈاکومنٹ ہے اس سے قبل دہشتگردی اور خودکش دھماکوں کے خلاف اس موضوع پر اس قدر مفید، ثقہ اور

شرکائے کیمپ کی طرف سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے دہشتگردی کے خلاف فتویٰ پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور اس بات کا فخر سے اظہار کیا گیا کہ دہشتگردی کے رد میں یہ واحد مفصل ڈاکومنٹ ہے

مفصل مواد دستیاب نہ تھا۔ امن کے فروغ پر عالمگیر جدوجہد کرنے پر بھی ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کی اسلامی، ملی و بین الاقوامی خدمات کو سراہا گیا۔ میزبان مقرر نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ریاستی جبر، تشدد اور دہشتگردی کی بھی مذمت کی اور کہا کہ 17 جون 2014ء کے دن ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک ایسی جماعت اور تحریک کے کارکنان کو پولیس نے گولیوں سے چھلنی کیا جو امن کے داعی تھے۔ اس سانحہ میں 100 لوگوں کو گولیاں ماری گئیں جن میں 14 شہید ہو گئے۔ الہدایہ کیمپ کے منتظمین نے دہشتگردی کا ہر سطح پر مقابلہ کرنے اور تشدد پسند عناصر اور ان کی فکر کو ایکسپوز کرنے پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد کو سراہا۔ اختتامی کلمات میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے پاکستان میں آئین فہمی کی مہم چلانے اور عوام کو ان کے بنیادی حقوق کی شناخت اور حصول کیلئے پرعزم بنانے کیلئے انجام دی گئیں خدمات کو بھی سراہا۔

مسز ناز شاہ ممبر پارلیمنٹ نے ابتدائی کلمات میں کہا کہ مغربی میڈیا الہدایہ کیمپ کی مقصدیت کو اجاگر کرے کیونکہ یہ کیمپ انسانیت کے تحفظ اور بقا کیلئے انعقاد پذیر ہے۔ یہ کیمپ دہشتگردی، تشدد اور انتہا پسندی کی فکر سے بچانے کیلئے منعقد کیا گیا ہے۔ مغربی میڈیا کو سوسائٹی کی بہتری کیلئے ہونے والی ایسی کاوشوں کو پروموٹ کرنا چاہیے۔ اکثریتی مسلم کمیونٹی روشن خیال، متوازن اور انتہائی رویوں سے نفرت کرتی ہے۔ خودکش دھماکوں اور انتہا پسندی کی باطل فکر کو ایکسپوز کرنے کیلئے ڈاکٹر طاہر القادری نے جو فتویٰ دیا، اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے خارجی فکر کے رد میں سوالات کے انتہائی مدلل جوابات دیئے ہیں۔

ناز شاہ نے امن کے حوالے سے ویمبلے میں منعقدہ پیس

میڈیا الہدایہ کیمپ کی مقصدیت کو اجاگر کرے کیونکہ یہ کیمپ انسانیت کے تحفظ اور بقا، نوجوانوں کو دہشتگردی، تشدد اور انتہا پسندی کی فکر سے بچانے کیلئے منعقد کیا گیا ہے: مسز ناز شاہ

17 جون 2014ء کے دن ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک ایسی جماعت اور تحریک کے کارکنان کو پولیس نے گولیوں سے چھلنی کیا جو امن کے داعی تھے انہیں انصاف نہ دے کر ظلم و بربریت کی ایک اور تاریخ رقم کی گئی

کانفرنس پر بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی، فکری اصلاحی کردار پر انہیں مبارکباد دی۔ انہوں نے ایک نوبل کاز کیلئے الہدایہ کیمپ میں شریک ہونے والے 400 سے زائد برٹش مسلمز کو بھی مبارکباد دی اور دہشتگردی کی فکر کو مصدقہ حوالہ جات سے رد کرنے کی مشترکہ کوششوں کو سراہتے ہوئے کیمپ میں شریک خواتین کو پیغام دیا کہ اپنے حق کیلئے کھڑا ہونا اور اس ضمن میں کسی قسم کی نرمی، کمزوری کا شکار نہیں ہونا۔ ہر فرد کو اپنے کلچر، ثقافت، عقیدے، لباس کے استعمال اور اس کے اظہار کے حوالے سے آزادی کا حق حاصل ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے پہلے لیکچر میں دہشتگردوں کی شناخت اور متبادل بیانیہ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ پیغمبر اسلام نے انسانیت کے دشمنوں کی نشانیاں بتائیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے مخصوص ایجنڈے کیلئے کس طرح قرآنی آیات کے مفہوم و مطالب تبدیل کریں گے اور دین کی اصل تعلیمی اخلاقی روح کو مسخ کرینگے۔ مسلمان علمی ماخذ سے رہنمائی حاصل کریں، اپنے مطالعہ کو وسعت دیں اور انتہا پسند گروپوں کی طرف سے مرتب کردہ خارجی فکر پر مبنی کتب جو مسخ شدہ حقائق پر مبنی ہیں، ان سے دور رہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے پہلے دن کے سیشن کے اختتام پر میڈیا کے نمائندوں کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ دہشتگرد گروپوں اور ان کی فکر کا خاتمہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ دہشتگردوں کے خلاف کامیاب آپریشن کرنے پر پاک فوج کے کردار کو سلام پیش کرتے ہیں۔

الہدایہ کیمپ میں شرکاء نے UK میں سیاسی عمل کا حصہ بننے

اور موثر کردار کی ادائیگی، سوشل میڈیا کے موثر اور اخلاقی استعمال، اسلام اور مغربی معاشرتی سماجی اقدار، دہشتگردوں کی فکر سے آگاہی اور تحریک منہاج القرآن کے کردار کے موضوعات پر سیر حاصل تبادلہ خیال کیا گیا۔

ورکشاپ کے جملہ موضوعات پر شاندار کردار کی ادائیگی پر ورکشاپ ٹیم لیڈر طاہرہ افضل کو شرکائے ورکشاپ نے مبارکباد دی۔ شرکائے ورکشاپ نے رات کا کھانا شیخ الاسلام کے ہمراہ تناول کیا۔ ڈنر پر بھی نوجوانوں نے مختلف موضوعات پر سوال و جواب کیے اور مفید معلومات حاصل کیں۔ الہدایہ کیمپ کی رات کی مصروفیات میں تلاوت قرآن پاک اور محفل ذکر و نعت کی خصوصی نشستیں منعقد ہوئیں۔

ویسٹ منسٹر ہال میں منعقدہ سسٹر سیشن میں ''A Muslim Women & Balancing Act'' کے موضوع پر ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے خصوصی خطاب کیا۔

نوجوان برٹش مسلم نوجوانوں نے اس کیمپ کے دوران فٹ بال میچ بھی کھیلا، شیخ حماد مصطفیٰ نے ناروے کی ٹیم کی طرف سے حصہ لیا اور شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ 27 اگست کو ویسٹ منسٹر ہال میں سسٹر سیشن بھی منعقد ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے کی ۔ اس خصوصی سیشن کا موضوع'' A Muslim Women & Balancing Act'' تھا۔ اس تربیتی سیشن میں گھر اور خاندان، کام اور تعلیم، دین اور دعوت کے اہم سماجی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ صدر مجلس ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے خصوصی گفتگو کی۔ معلومات افزا اس سہ روزہ کیمپ کا اختتام ہوا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کیمپ میں شرکت پر جملہ شرکاء اور بہترین انتظام پر الہدایہ کیمپ کی انتظامیہ کو مبارکباد دی۔

❁❁❁❁❁

MQI ساؤتھ ویلز آسٹریلیا: منہاج القرآن انٹرنیشنل نیو ساؤتھ ویلز آسٹریلیا کے زیر اہتمام مورخہ 30 ستمبر 2017 کو ایک عظیم الشان شہادت امام حسینؑ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس محفل کے مہمان خصوصی امیر منہاج ایشیاء پیسفک کونسل (APC)الشیخ علامہ محمد رمضان قادری(فاضل منہاج یونیورسٹی لاہور) تھے۔ آپ نے فلسفہ شہادت کے موضوع پر مدلل و تفصیلی خطاب کیا۔ لبنانی نژاد سکالر شیخ فواد نے اپنے خطاب میں واقعہ کربلا کے سیاسی پس منظر اور واقعات پر مدلل خطاب کیا۔ اس عظیم الشان کانفرنس میں ظہیر علوی (صدر منہاج القرآن نیو ساؤتھ ویلز) محمد توصیف (جنرل سیکرٹری منہاج القرآن نیو ساؤتھ ویلز) محمد واثق (سیکرٹری انفارمیشن منہاج القرآن نیوز ساتھ ویلز)ڈاکٹر آصف خواجہ (ممبر ایشیا پیسیفک کونسل) ایگزیکٹو ممبران ایشیاء پیسفک کونسل، نیو ساؤتھ ویلز آسٹریلیا اور مجلس شوریٰ کے اراکین نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔

MQI نٹال ساؤتھ افریقہ: مورخہ 29.09.2017 کو منہاج القرآن انٹرنیشنل نٹال ساؤتھ افریقہ کے عہدیداروں نے صدر MQI نٹال حافظ طاہر رفیق نقشبندی کی سربراہی میں ڈربن کی میئر ڈاکٹر فوزیہ پیر سے ملاقات کی۔ میئر ڈربن نے پاکستان کمیونٹی کے مسائل فوری حل کیلئے مکمل یقین دہانی کروائی اور ماضی کی طرح مستقبل میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

☆ یکم اکتوبر 2017ء کو جامع مسجد پائن ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں شہادت امام حسینؑ کے سلسلہ میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت ذاکر رفیق نے حاصل کی۔ نعت سرور کونینﷺ کی سعادت حاصل کرنے والوں میں ذاکر رفیق، نادر رفیق، اسد حسینی شامل تھے۔ علامہ طاہر رفیق نقشبندی نے خطاب کیا۔ انہوں نے شرکاء کو دعوت دی کہ منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے اسلام کی خدمت کا فریضہ انجام دیں۔ انتہا پسندی اور دہشتگردانہ فکر سے بچانے والی یہ واحد تحریک ہے۔

☆ مورخہ 30 ستمبر 2017 کو محترم قمر عباس موتی والہ نے شہادت امام حسینؑ کے حوالے سے خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔ صدر منہاج القرآن نٹال علامہ طاہر رفیق نقشبندی نے شان اہل بیت کے حوالے سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اہل بیت سے محبت ایمان کی روح ہے۔ اس تقریب میں شاہ جہان، حیات خان، ایم اعجاز، ایم عاصم، سلام بیگ، راجہ جاوید اور پاکستانی کمیونٹی کی ممتاز شخصیات نے شرکت کی۔

منہاج القرآن یوتھ لیگ: نظریاتی نوجوانوں کی واحد نمائندہ تنظیم

اہداف قیامِ امن، انسانیت کی خدمت اور نوجوان قیادت کی حوصلہ افزائی

قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نزدیک نوجوان نوید صبح انقلاب ہیں

تحریر: مظہر محمود علوی (مرکزی صدر منہاج القرآن یوتھ لیگ)

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نوجوان کسی بھی قوم وملت کی ترقی کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کا کردار قومی ترقی کا ضامن ہوتا ہے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 30 نومبر 1988ء کو منہاج القرآن یوتھ لیگ کے نام سے ایک فورم کی بنیاد رکھی۔ اس فورم کا مقصد نوجوانوں میں مصطفوی انقلاب کے پیغام کا فروغ اور اس مشن کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کرنا ہے۔ اپنے قیام سے لے کر آج تک منہاج القرآن یوتھ لیگ نے قائد انقلاب کے وژن کو نہ صرف نوجوانوں تک پہنچایا بلکہ تحریک کے ہر مرحلے پر اپنا مثبت کردار ادا کیا۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ نہ تو نوجوانوں کی ایک مذہبی نوعیت کی روایتی تنظیم ہے اور نہ ہی اس کی قیادت صرف کسی ایک گوشے پر کام کرنے والی شخصیت ہے بلکہ منہاج القرآن یوتھ لیگ نوجوانوں کی واحد نمائندہ تنظیم ہے جو ہمہ جہت سطح پر نوجوانوں کی بیک وقت علمی وفکری، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و تربیتی اور سیاسی و سماجی تربیت کرتے ہوئے پچھلے 29 سالوں سے اپنی منزل یعنی مصطفوی انقلاب کی طرف رواں دواں ہے۔

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے یوم تاسیس کے موقع پر ہم قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو سلام اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ آپ کی قیادت میں نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لئے یوتھ لیگ مصروفِ عمل ہے۔ آج منہاج القرآن یوتھ لیگ ساؤتھ ایشیاء میں نوجوانوں کی سب سے بڑی تنظیم بن چکی ہے۔ یوم تاسیس کے اسی پرسعید موقع پر یوتھ لیگ کے نوجوان اپنے قائد اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کی ارواح سے عہد کرتے ہیں کہ مصطفوی انقلاب کی منزل کے حصول کے لئے اپنی انقلابی جدوجہد کو شبانہ روز جاری رکھیں گے اور اس مقصد کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

آیئے! نوجوانوں کی فلاح و بہبود، تعمیر شخصیت اور حب الوطنی کو فروغ دینے کے لئے منہاج القرآن یوتھ لیگ کا حصہ بن کر ملک وقوم کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

اہداف

۱۔ نوجوانوں میں قیام امن اور انسانیت کے احترام، قومی خدمت اور سماجی بہبود، انقلابی کردار کی تشکیل، یوتھ لیڈرشپ ڈویلپمنٹ پروگرام، تعمیری کھیل، قدرتی آفات سے نمٹنے کی ٹریننگ، کیریئر کونسلنگ، جمہوری رویے اور قائدانہ سوچ کو پروان چڑھانا۔

۲۔ نوجوانوں میں سماجی و معاشی استحصال، اخلاقی وجنسی بے راہ روی، منشیات اور شراب نوشی، انتہا پسندی اور دہشت گردی، مایوسی و بے روزگاری، ماحولیاتی آلودگی، جہالت و ذہنی پسماندگی اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کرنا۔

لائحہ عمل

منہاج القرآن یوتھ لیگ اپنے پرامن مقاصد کے حصول کے لئے درج ذیل جہتوں پر کام کررہی ہے:

۱۔ اخلاقی و روحانی جہت ۲۔ تعلیم و تربیتی جہت

۳۔ سیاسی وسماجی جہت ۴۔ معاشی وفلاحی جہت
۵۔عصری وتفریحی جہت

اس لائحہ عمل پر کما حقہ عمل درآمد کے لیے منہاج القرآن یوتھ لیگ کے شیڈول میں درج ذیل سرگرمیاں شامل ہیں جو ایک تسلسل کے ساتھ منعقد ہوتی رہتی ہیں:

سالانہ عالمی میلاد کانفرنس، اعتکاف، دعوتی ٹوورز، محافل نعت و حلقہ درود وفکر، محافل سماع، مجالس علم وتصوف اور دین لرننگ کورسز، یوتھ لیڈر شپ ٹریننگ کیمپس، یوتھ ٹیلنٹ شو، ضرب امن ٹریننگ ورکشاپس، سوشل میڈیا ورکشاپس، کیریئر کونسلنگ سیمینارز، سماجی استحصال کے خاتمے کے لئے تبدیلی نظام واک، نوجوانوں کے معاشی استحصال کے خاتمے اور فلاح و بہبود کے لئے کاوشیں، ہیلتھ کیئر، سپورٹس ایونٹس کا انعقاد

PAT یوتھ ونگ کے زیر اہتمام APC کا انعقاد

پاکستان عوامی تحریک یوتھ ونگ کے زیر اہتمام 11، اکتوبر کو 18 سیاسی جماعتوں کے یوتھ وطلبی ونگز کے سنیئر رہنماؤں پر مشتمل منعقدہ آل پاکستان کانفرنس میں متفقہ قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ختم نبوت کے حلف نامے میں تبدیلی کی ذمہ دار قومی لٹیروں کی پشت پناہ ن لیگ کی عباسی حکومت فوری مستعفی ہو جائے۔عدلیہ اور فوج کے خلاف منفی میڈیا مہم چلانے والے وزراء کے خلاف آئین سے انحراف اور بغاوت کے مقدمات درج کئے جائیں۔ اس قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ کرپشن ریفرنسز میں ملوث حکمران خاندان کے تمام افراد کے نام ای سی ایل میں شامل کیے جائیں۔ختم نبوت کے حلف نامے میں تبدیلی کے ذمہ داروں کو کڑی سزا دی جائے۔ کالعدم تنظیموں سے روابط رکھنے والے اراکین پارلیمنٹ کے خلاف کارروائی کی جائے۔

یوتھ اے پی سی میں جسٹس باقر نجفی کمشن کی رپورٹ پبلک کرنے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کے ٹرائل اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو انصاف دینے کے مطالبات پر مبنی قرارداد بھی پاس کی گئی۔

اے پی سی میں مسلم یوتھ آرگنائزیشن (ق) کے سید بلال شیرازی، ملک شکیل سکندر، انصاف سٹوڈنٹس فیڈریشن چوہدری ارسلان، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن (ق) کے سہیل چیمہ، جماعت اسلامی یوتھ سے محمد زبیر گوندل، اسلامی جمعیت طلبہ سے عرفان حیدر، انجمن طلباء اسلام سے نعمنا الجبار، امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سے انصر مہدی، وحدت المسلمین کے وفاء عباس، پیپلز یوتھ آرگنائزیشن کے رانا سلطان، سٹیٹ یوتھ پارلیمنٹ کے شہیر سیالوی، ایم کیو ایم یوتھ ونگ کے عبدالسلام، آل پارٹیز مہاجر سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے عامر بلوچ، پاک سرزمین پارٹی یوتھ کے بیرسٹر مختار، الحمد یہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے حظلہ طیب، جمعیت طلباء اسلامیہ کے عبدالرحمٰن، سرائیکستان ڈیموکریٹک موومنٹ یوتھ کے معظم شاہ، پاکستان تحریک باہو یوتھ کے سلطان سرمد قادری، بلوچ کونسل کے مزمل بلوچ، پختون سٹوڈنٹس کونسل کے احسن ایاز اور دیگر جماعتوں کے رہنماؤں اور وفود نے شرکت کی۔

عوامی تحریک یوتھ ونگ کے مرکزی صدر مظہر محمود علوی نے سیاسی جماعتوں کے یوتھ اور طلبہ ونگز کے وفود کو عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹریٹ پر خوش آمدید کہا۔ انہوں نے قومی ایشوز پر متفقہ لائحہ عمل بنانے کیلئے نیشنل یوتھ الائنس بنانے کی تجویز دی جسے منظور کیا گیا۔ پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل محترم خرم نواز گنڈا پور اے پی سی کے اختتامی سیشن میں خصوصی طور پر شریک ہوئے، انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کا اتحاد پاکستان کی ضرورت ہے، اب وقت آ گیا ہے نوجوان پاکستان کیلئے اور آئندہ نسلوں کے مستقبل کیلئے قومی لٹیروں کے خلاف آواز بلند کریں۔اے پی سی میں شریک طلبہ و یوتھ رہنماؤں نے جھوٹے کو پارٹی صدر بنانے کیلئے ترمیم کی منظوری کو پارلیمنٹ کی توہین قرار دیا اور کہا کہ ایسا کر کے لولی لنگڑی جمہوریت کا منہ کالا کیا گیا۔

عوامی تحریک یوتھ ونگ کے رہنماؤں منصور قاسم اعوان، علی رضا، عصمت علی، حافظ وقار، حاجی فرخ نے مختلف سیاسی جماعتوں کے یوتھ اور طلباء رہنماؤں کو عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹریٹ آمد پر خوش آمدید کہا۔

❁❁❁❁❁

سابق مرکزی امیر تحریک محترم مسکین فیض الرحمٰن درانیؒ کے رسم چہلم پر تعزیتی ریفرنس کا انعقاد

گذشتہ ماہ تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام پاکستان اور دنیا بھر میں موجود تحریک کے مراکز پر سابق مرکزی امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانیؒ کی رسم چہلم کی مناسبت سے ایصال ثواب کی تقاریب منعقد ہوئیں۔ ان تقاریب میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور مقررین نے محترم مسکین صاحبؒ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ختم چہلم کی مرکزی تقریب مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں منعقد ہوئی۔ جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، جملہ مرکزی قائدین، سٹاف ممبران، علماء و مشائخ اور اساتذہ نے شرکت کی۔ تقریب میں محترم مسکین صاحبؒ کے اہل خانہ بھی بطور خاص شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت و نعت رسول مقبول سے ہوا۔ محترم علامہ محمد حسین آزاد نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ آستانہ عالیہ گڑھی شریف سے تشریف لائے ہوئے محترم صاحبزادہ نصیرالدین چراغ نے ہدیہ عقیدت بحضور سرور کونین ﷺ پیش کیا۔

اس تقریب میں درج ذیل مقررین نے محترم مسکین صاحبؒ کی خدمات کے حوالے سے اظہار خیال فرمایا:

☆ محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے فرمایا کہ محترم المقام مسکین فیض الرحمٰن درانیؒ ایک خوش اخلاق انسان تھے۔ ہم آج بھی یوں ہی محسوس کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اندر ہی ہیں، اس لئے کہ کوئی بھی انسان جب ایمان کی حالت میں اچھے اعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو پاکیزہ فرمادیتا ہے اور اُسے حیاتِ جاودانی عطا کرتا ہے۔ ایسے لوگ یہاں بھی زندہ ہوتے ہیں اور وہاں بھی زندہ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھیوں، اولاد اور اعزاء و اقارب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ محترم پیر سید معصوم حسین نقوی (نیازی گروپ) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مسکین فیض الرحمٰن درانی سچے انسان تھے، وہ استقامت کا پیکر تھے۔ شیخ الاسلام سے ان کی محبت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اعلیٰ اخلاق، عمدہ کردار کے مالک اور محبتیں بانٹنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

☆ نائب صدر تحریک منہاج القرآن محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ

محترم مسکین صاحبؒ بہت حلیم، درویش، منکسرالمزاج، منصف اور جہان دیدہ انسان تھے۔ اچھے منتظم بھی تھے اور اس حوالے سے مجھے ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ وہ بڑے systematic تھے۔ ایک ایک چیز کو باریکی سے دیکھنا، پرکھنا اور اس سے نتیجہ اخذ کرنا ان کی خوبی تھی۔ انتہائی فرض شناس تھے، ذمہ داریوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے بغیر آرام نہ کرتے۔ تحریک اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو ہر پروگرام میں ضرور represent کرتے اور بڑے وقار سے تحریک کا پیغام دیتے تھے۔ یقیناً ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ میری دعا ہے اللہ رب العزت ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

☆ ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ محترم مسکین صاحبؒ کا شمار ہمارے ان بزرگوں میں ہوتا تھا جنہوں نے ہر موقع پر ہمیں رہنمائی عطا کی۔ وہ مسکراتا چہرہ، خندہ پیشانی اور تحریک سے محبت و استقامت کا پیکر تھے۔ اگر کسی نے مشن کے ساتھ استقامت اور وفا کی تصویر دیکھنی ہو تو ان کے 34 سال کو دیکھ لیں کہ زندگی کا ایک طویل حصہ انہوں نے مشن کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ ہمیں ان کی تربیت اور رہنمائی ہمیشہ میسر رہتی۔

☆ محترم خالد محمود درانی (صدر PAT خیبر پختونخواہ) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ محترم مسکین فیض الرحمٰن درانی صاحبؒ، میں اور ہمارے چند لوگ وہ ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہم لوگوں نے ایک ہی دن تحریک کی رفاقت اختیار کی تھی۔ محترم مسکین صاحبؒ نے ساری زندگی اس مشن کے لیے وقف کردی۔ کوئی بھی انسان ان کے کردار اور اخلاق پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ ایک مومن کی جتنی صفات ہیں، وہ تمام اُن میں موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی طرح ہر ہر پہلو سے مشن کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تقریب کے اختتام پر شیخ الاسلام نے محترم مسکین صاحبؒ کی مغفرت و بخشش اور بلندیٔ درجات کیلئے خصوصی دعا فرمائی۔ ❁❁❁❁❁

خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم نومبر2017ء

ماہ ربیع الاول اپنی آغوش میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں لئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے تحریک منہاج القرآن جس جوش و جذبۂ ایمانی سے میلاد مناتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

امسال بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق جوش و جذبے اور عقیدت و احترام سے منایا جائے گا۔ اس عزم کے ساتھ کہ

ے قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے — دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

رفقاء، کارکنان اور وابستگان تحریک! جذبہ عشق رسول ﷺ دلوں میں موجزن کرکے دین کی سربلندی کا علم اٹھائے ہر قسم کے مالی، سیاسی، خاندانی، مفادات اور تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی منزل کے حصول کے لئے آگے بڑھیے۔

اس سال 34 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس ان شاء اللہ العزیز مینار پاکستان پر منعقد ہوگی جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بنفس نفیس شرکت فرماتے ہوئے خصوصی خطاب کریں گے۔ دنیا بھر سے علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لائیں گے۔ تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز وتنظیمات مرکزی ہدایات کے مطابق میلاد مہم کامیاب بنانے کے لئے محنت و کوشش کریں تاکہ ہم عشق ومحبت رسول ﷺ کے اس مقدس ماہ میں اپنے آقا ﷺ کے دین کی تجدید و احیاء اور مصطفوی انقلاب کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت کو ممکن بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

☆ اس سال میلاد مہم کا دورانیہ 5 نومبر 2017ء تا 20 دسمبر 2017ء تک ہوگا۔

اس سلسلے میں جملہ تنظیمات اور ان کے جملہ فورمز درج ذیل ہدایات کے مطابق میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں:

استقبال ربیع الاول

۱۔ ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد دو رکعت نماز نوافل شکرانہ ادا کریں۔
۲۔ مرکزی تعلیمی ادارہ جات میں عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں پروگرام منعقد کئے جائیں۔
۳۔ اپنے اعزاء و اقرباء، محلّہ داروں اور دوستوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد بالمشافہ، SMS، E-Mail، فیس بک، whatsapp یا کسی بھی ذریعہ سے دیں۔
۴۔ استقبال ربیع الاول کے حوالے سے علاقہ میں ایک بھرپور جلوس کا اہتمام کیا جائے۔

عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد

۱۔ 34 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کو عظیم الشان بنانے کے لئے جملہ تنظیمات/ فورمز/ کارکنان محنت کریں۔ علاقہ میں موجود مذہبی، سیاسی، فلاحی تنظیمات کے ساتھ ساتھ طلباء، وکلاء، مزدور اور کسان یونینز کو بھرپور دعوت دی جائے۔
۲۔ علاقہ بھر میں میلاد کانفرنس کے بڑے بڑے ہورڈنگز و بینرز لگوائیں۔
۳۔ زونل نائب ناظمین اعلیٰ اپنی زیرنگرانی ہر تحصیل میں ''کاروان میلاد'' کا انعقاد کریں اور ہر ڈویژن میں ہینڈ بلز تقسیم کریں۔
۴۔ مشعل بردار جلوس نکالے جائیں اور ان کے ذریعے عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔
۵۔ ہر رفیق/ وابستہ/ کارکن اپنی گاڑی کی بیک سکرین پر میلاد کانفرنس کا فلیکس آویزاں کرے گا۔
۶۔ ہر تحصیلی تنظیم اپنی تمام یونین کونسلز میں کم از کم ایک میلاد کانفرنس منعقد کرے۔

۷۔ حسب استطاعت ضیافت میلاد کا اہتمام کریں۔
۸۔ کیبل نیٹ ورک پر میلاد کانفرنس کے اشتہار چلوائے جائیں۔

اجتماعی تنظیمی ذمہ داریاں

۱۔ تنظیمات اور وابستگان تحریک یونین کونسل سطح پر حلقہ ہائے درود وفکر اور محافل میلاد کا اہتمام کریں۔
۲۔ دیگر کتب کے علاوہ قائدمحترم کی کتاب سیرۃ الرسول ﷺ، میلاد النبی ﷺ، منہاج السوی اور معارج السنن کی بھرپور تشہیر کی جائے۔
۳۔ 11 روز تک تحصیل سطح کے مختلف علاقہ جات میں مشعل بردار جلوس کا اہتمام کریں۔
۴۔ ہر تحصیلی تنظیم قائدمحترم کی کتب وکیسٹس اور CDs کے دعوتی پیکج تحائف کی صورت میں مذہبی، سیاسی اور سماجی دانشور شخصیات کو دیں۔
۵۔ عیدمیلاد النبی ﷺ کے بڑے اجتماعات میں رفاقت اسٹالز لگائے جائیں۔
۶۔ بینرز کے ذریعے مقامی سطح پر امت کو آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارکباد دی جائے اور فروغ عشق مصطفی ﷺ کو اجاگر کیا جائے۔
۷۔ قائدمحترم کے خطابات کو پورا مہینہ اجتماعی طور پر بازاروں اور گھروں میں دکھانے کا اہتمام کیا جائے۔
۸۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر میلاد مہم کی جملہ تقریبات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے۔
۹۔ تنظیمات اپنے اپنے علاقہ جات میں کیبل نیٹ ورک کے ذریعے شیخ الاسلام کے میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے خطابات چلوانے کا بندوبست کریں۔

گھریلو سطح پر (صرف خواتین کیلئے)

۱۔ یکم تا 12 ربیع الاول خواتین بچوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی اہمیت بیان کریں تاکہ بچوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔ اپنے گھروں میں خصوصی حلقہ ہائے درود کا انعقاد کریں۔
۲۔ بچوں کو درود وسلام پڑھنا سکھائیں اور اس کے اجروثواب کی اہمیت کو اجاگر کریں۔
۳۔ ہر روز گھروں میں خواتین کی محفل نعت کا اہتمام کریں جس میں تبرک کا اہتمام کیا جائے۔
۴۔ خواتین محفل نعت میں خود اور بچوں کو نعت پڑھنے کی سعادت کا موقع فراہم کریں۔
۵۔ والدین بچوں کو آقا ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت وشفقت بھرے واقعات سنائیں۔
۶۔ خواتین گھروں میں آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا جو آپ ﷺ تناول فرماتے تھے (تفصیل کتاب شمائل مصطفی ﷺ میں درج ہے) گھر میں تیار کریں۔
۷۔ روز شکرانے کے نفل ادا کریں۔ شرینی بانٹیں، نئے کپڑے پہنیں، عزیز واقارب سے ملیں اور محافل کا انعقاد کریں۔
۸۔ ہر تحریکی گھرانے میں نماز فجر کے بعد کھڑے ہو کر حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے۔

برائے کارکنان (انفرادی سطح)

۱۔ ہر کارکن کثرت سے درود پاک کا وظیفہ کرے۔ ماہ ربیع الاول کے پہلے 12 دن کم ازکم 1000 مرتبہ اور باقی دنوں میں کم ازکم 500 مرتبہ روزانہ درود پاک ضرور پڑھا جائے۔
۲۔ پہلے 12 دن ہر کارکن ہر روز نفل حضور اکرم ﷺ کی طرف سے پڑھے جبکہ باقی ایام ربیع الاول میں ہر پیر کو پڑھے۔ ہر کارکن فروغ عشق رسول ﷺ کی تحریک، تحریک منہاج القرآن میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دے اور کم ازکم 10 افراد کو تحریک کا رفیق بنائے۔

۳۔ تمام رفقاء 12 ربیع الاول تک حضور ﷺ کے میلاد کی نسبت سے ۱۲ افراد کو تحریک کا رفیق بنا کر عشق نبیؐ اور احیائے اسلام کی عظیم عالمگیر تحریک کا حصہ بنائیں۔

۴۔ تحریک کے تحت عید میلاد النبی ﷺ کے تمام اجتماعات میں شریک افراد کو شعوری طور پر تحریک کے رفیق بنانے کی کوشش کی جائے۔

۵۔ پورا مہینہ گنبد خضریٰ کا مونوگرام اور نعلین پاک سینوں پر آویزاں کئے جائیں۔

۶۔ حسب استطاعت گھروں پر یکم سے 12 ربیع الاول تک جھنڈیوں اور لائٹنگ کے ذریعے بھرپور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

۷۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ، تحائف اور پھولوں کے گلدستے پیش کیے جائیں۔ ہر کارکن کم از کم 10 افراد کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ بھجوائے گا۔

۸۔ اہم شخصیات کو سیرت الرسول ﷺ / میلاد النبی ﷺ، شمائل مصطفی ﷺ یا منہاج السوی کا تحفہ دیں۔

۹۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد اپنی فیملی کو ہر روز بٹھا کر قائد محترم کی کتاب نورالابصار بذکر النبی المختار سے حضور ﷺ کے فضائل وکمالات اور حسن و جمال پر مبنی عبارت پڑھ کر سنائے۔

۱۰۔ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔

۱۱۔ بچوں کو نئے کپڑے پہنائے جائیں اور حسب استطاعت عیدی دی جائے۔

۱۲۔ بچوں کو کم از کم ایک دفعہ سیر کیلئے لے جایا جائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

۱۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تلاوت، نعت اور تقریری مقابلے بسلسلہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیے جائیں۔

۲۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تاجدار کائنات ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور میلاد النبی ﷺ کی اہمیت پر لیکچرز اور محافل نعت کا اہتمام کریں اور بعد ازاں شرینی بانٹی جائے۔

۳۔ جہاں ممکن ہو مشعل بردار جلوس نکالا جائے۔

۴۔ بچوں کو صبح اسمبلی میں ایک حدیث میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ترجمہ کے ساتھ سنائی جائے۔

۵۔ منہاج پبلک / ماڈل سکول قریبی پرائیویٹ سکولز کو مرکزی میلاد النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۶۔ مختلف سکولز کو عید میلاد النبی ﷺ کے کارڈ ارسال کیے جائیں۔ DDEs تمام سکولز کو اس سعادت میں شامل کریں۔

۷۔ سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی ادارہ جات کو تحریک منہاج القرآن کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کے کارڈ روانہ کیے جائیں۔

۸۔ بچوں کو صاف ستھرے کپڑے پہننے کی ترغیب دی جائے۔ ۹۔ تمام سکولز کی بلڈنگ میں چراغاں کیا جائے۔

۱۰۔ بچوں کو گھروں میں میلاد النبی ﷺ پر چراغاں کرنے کی خصوصی ہدایت کی جائے۔

۱۱۔ صبح کی اسمبلی میں تمام بچے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر ایک دفعہ درود و سلام ضرور پیش کریں۔

☆ **اس عظیم الشان مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کردی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔**

نظامت اجتماعات تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل

برائے رابطہ و معلومات: محمد جواد حامد (ڈائریکٹر ایڈمن و اجتماعات) 042-35163843,0333-4244365

❁❁❁❁❁

الہدایہ کیمپ یو کے 2017ء

محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانیؒ کے رسم چہلم کے موقع پر تعزیتی ریفرنس

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
NOV-2017
Regd CPL No.41

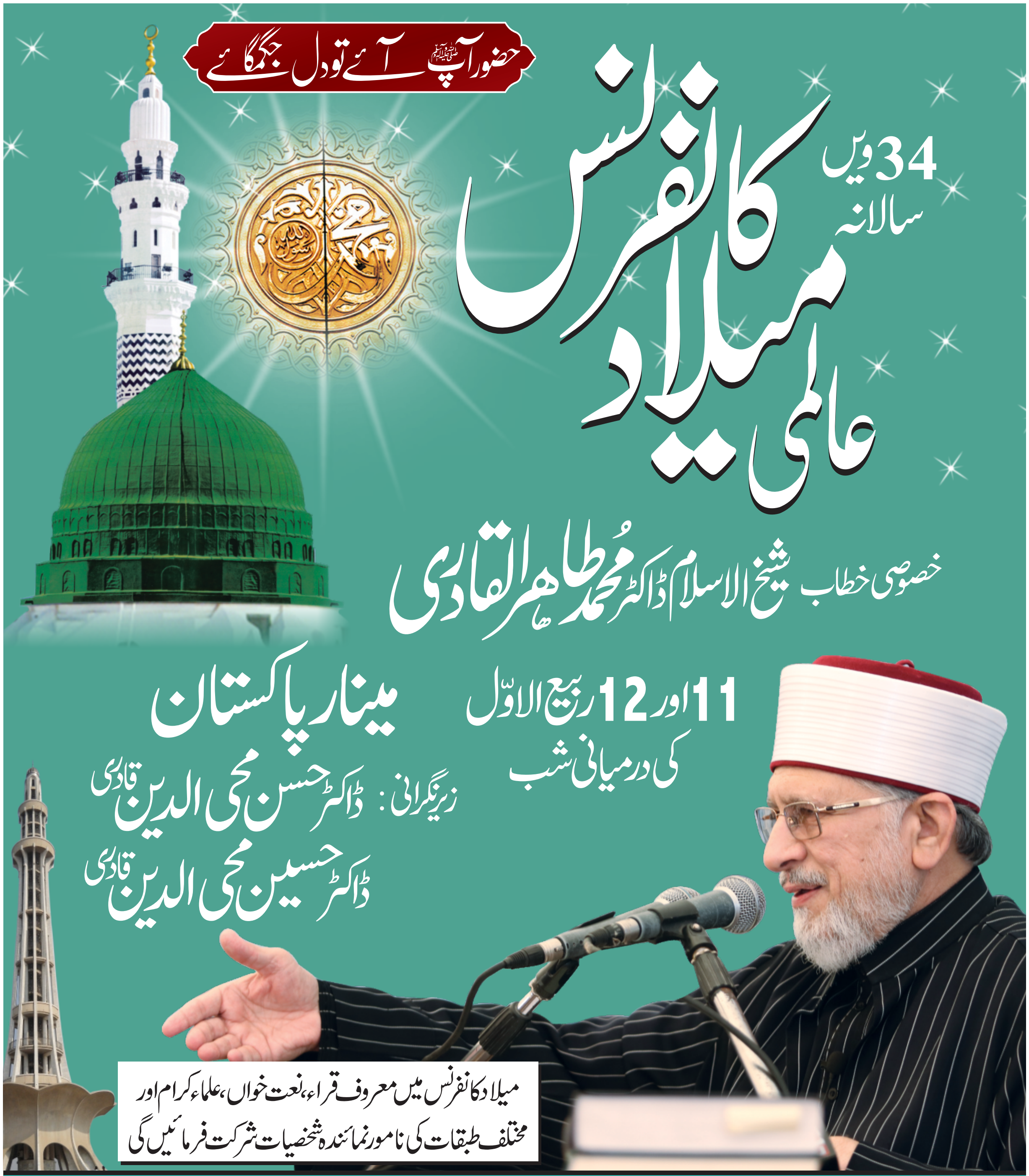

تحریکِ منہاج القرآن
042-111-140-140 www.minhaj.org
TahirulQadri TahirulQadri